

جس کتاب پر مہنت کی نگرانی و مال مسودہ بھی لکھا

# شیخ طہار

CHECKED

1987

آکاسار شری رامپا اوندہ سابق پندہ ستر کوئیہ کما لوجیا

مستف کتاب انگریزی ال مال

پکتاب حسنا بطرح جری پکلی

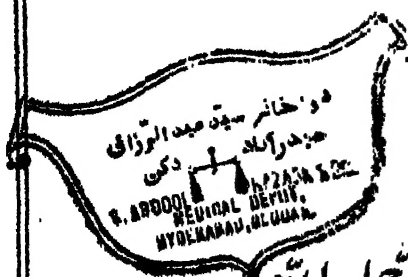
بلا تاجر حاتم لکھی نہ چھتا ہے

ہلے ہر کما ہکما لکھی فیض الیچہ

دو نمبر ۱۰۰ - قیمت - با محفل ۸

# فہرست برصائین

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱	فہرست امتحان	۱۷	بالباقی فہرست خواند
۱۱	فہرست ضمیمہ	۲۷	ماضی و ہر
۱۹	مطالعہ اخبار	۷	فہرست گاہ
	باب دوم و خلافت	۱۰	الضبطات و اوقات
۱	والدین کی تعظیم	۱۳	تقسیم
۲	تعظیم مدرسین	۱۷	تعلیم مدرسہ
۳	تعصب مذہبی	۲۰	مضمون اول انگریزی
۴	گفتگوئے	۲۵	مضمون دوم فارسی
۵	جہوت بولنا	۲۶	مضمون و تاریخ و جغرافیہ
۶	چوری کرنا	۲۷	تاریخ
۷	فرائض آسودہ طلباء	۲۹	جغرافیہ
۸	فرائض طلباء کلاں	۳۱	مضمون چہارم حساب
۱۸	مختلف اخلاقی باتیں	۳۳	زبان و حساب کی دیگر غیر
	باب سوم و صحیح چینی	۳۶	تجاری امتحان
۹	معت	۵۰	امتحان رسول
۱۳۱	پوشش	۵۰	امتحان ہندی
۳۶	صحبت پر	۵۸	امتحان عربی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا اَوْ مُصَلِّيًا

## وجہ تصنیف سالہ ہذا

حاکسار کو سترشتہ تعلیم کے ۱۲ سال کے تعلق اور ذاتی تجربہ سے یہ معلوم  
 ہوا ہے کہ طلبائے مدارس پنجاب تعلیمی و اخلاقی باتوں سے بالکل نا آشنا  
 ہیں۔ اور اس نادانگی کے باعث انکو بڑے بڑے نقصان اٹھانے پڑتے  
 ہیں۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ طلباء کا زمانہ تعلیم میں والدین و مدرسین سے  
 ہی تعلق ہوتا ہے۔ والدین بچارے تو دنیا کے دہندوں میں ایسے صرف  
 ہوتے ہیں کہ انکو اپنی اولاد کے بگڑنے یا سونے کی طرف توجہ ہونے کا  
 موقع ہی نہیں ملتا۔ انہوں نے یہ سمجھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ وہ شکرنا ہمارا

فرض ہے سو پرورش کئے جاسکتے ہیں یعنی اللہ کا بن اولاد کا نیک بن بن  
 رکھتے۔ پرورش کے سوا باقی پسار امور یعنی عادات و اخلاق کا ذمہ  
 وہ اپنے نزدیک مدرسین کو خیال کرتے ہیں۔ اب سب سے پہلے سو انکو  
 مٹا دینا تعلیمی کی کثرت و امتداد سے معمولی و سندی کی بہرہ رستہ ہند  
 فرصت کہاں کر لڑکوں کو مندرجہ بالا تعلیمی و اخلاقی و تمدنی کی ضروریات  
 سے آگاہ کریں۔ انہوں نے یہ سمجھا ہوا ہے کہ لڑکوں کو استغاثات کیوڑا  
 تیار کرنا ہمارا فرض ہے سو اس فرض کو وہ نہایت عمدہ طرح سے پورا  
 کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ہماری یہودی و ترقی کا انحصار  
 ان ہی امتحانوں کے نتیجوں پر ہے۔ اس فرض کے سوا باقی تمام ضروریات  
 کا مدرسین اپنے نزدیک والدین کو ذمہ دار و نگران سمجھتے ہیں۔ والدین  
 کی وہ کیفیت اور مدرسین کا یہ حال لڑکے نہ تو ادھر کے پوسے نہ ادھر  
 کے ہوئے لاچار جو کچھ کرتے ہیں اپنی خام سمجھ کے مطابق کرتے ہیں۔ یہ  
 حالات دیکھ کر خاکسار سے خاموش نہ رہا گیا۔ غرض خدا کا نام لیکر ان غریب  
 کو پورا کرنے کے واسطے میں نے اس رسالہ کو لکھنا شروع کر دیا اور ہزار  
 ہزار شکر ہے کہ لڑکوں کے لئے جو جو ضروری و اہم باتیں تھیں وہ پہلے ہی



طو پر یکجا قلمبند ہو گئیں۔ میں نے جو کچھ اس رسالہ میں بیان کیا ہے  
 ان کوں سے مخاطب ہو کر بیان کیا ہے۔ اگر کسی جگہ کوئی سخت کلمہ یا سخت  
 الفاظ لکھے گئے ہوں تو طلباء! انہ سے عفو و تمندی مجھے معاف کریں کیونکہ میں  
 گواہی مدرس نہیں مگر اُنکے مدرسین کا معاصر تو ضرور ہوں۔ اس رسالہ کے  
 مطالعہ سے ہر ایک کو معلوم ہو جائیگا کہ میں نے کس دوسوزی و نیک نیتی سے  
 اسکو لکھا ہے۔ مشفق جناب لالہ بیگوانداس صاحب فٹ ہاسٹیل اسٹنٹ  
 و میجی جناب پنڈت مولچند صاحب سکند ہاسٹیل اسٹنٹ کوٹہ کا میں تہو دل  
 سے اس واسطے ممنون ہوں کہ انہوں نے انہ راہ ہریانی مضامین صحت و شوش  
 و صحبت بد کو کمال توجہ و غور سے سنا اور انہ روئے طب انکی تصدیق و  
 ترمیم کی اور اسکے جلد شائع ہونے کے واسطے کمال درجہ تاکید فرمائی

ہ جون شہادہ } خاکسار ضیاء اللہ ہیڈ ماسٹر  
 مدرسہ سرکاری کوٹہ ملک بلوچستان



# باب اول

نوشت و نواز

## حاضری مدرسہ

سب سے مقدم کام طلباء کا یہ ہے کہ وقت پر مدرسہ میں حاضر ہوں۔ اگر  
حاضری درست نہیں تو تعلیم کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ بہتیرے لڑکے گھر سے  
بستے لے۔ مدرسہ کا بہانہ کرادہر اُدھر غائب ہو جاتے ہیں۔ سارا دن کہیں کوئی  
پہر گھر میں آمو جو دھو تے ہیں۔ والدین بچا رے ہی سمجھتے ہیں کہ مدرسہ سے  
پڑھ کر آئے ہیں۔ یہ اُن لڑکوں کی حرکت ہے جو آوارہ کھلاتے ہیں۔ اگر خور و سال  
بچے یہ حرکت کریں تو اُسکا علاج اُنکے والدین پر فرض ہے۔ اُنکو چاہئے کہ وہ  
بدریہ کسی مدرس یا طاعب علم کے وقتاً فوقتاً اُسکا حال دریافت کرتے رہیں  
اور ایسی تدابیر سوچیں جس سے اُسکی بُری عادت دور ہو۔ اور اگر بڑی عمر  
کے لڑکے یہ حرکت کریں تو اُنکے وارثوں کو اُنکی درستی کا کام اس پائیز کتاب  
سے لینا چاہئے۔ چونیک بچے ہیں اُنکا یہ دستور ہے کہ گہرے بستہ لیکر سید ہو

مدرسہ پہنچتے ہیں۔ رستہ میں کسی سے بات کر نیکو ہی ہرج سمجھتے ہیں اور جاتے ہی  
 اپنے کام میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ بڑی عمر کے بے پرواہ لڑکوں کا یہ قاعدہ  
 ہے کہ کہیں مرہ کی باتیں ہو رہی ہیں اور وہ بیٹے سن رہے ہیں اور جانتے ہیں  
 کہ مدرسہ کا وقت قریب ہے تاہم اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ ایک آدھ فقرہ سر  
 قسم کا کہہ بیٹھے کہ پہلا گھنٹہ ہیڈ ماسٹر کے پاس ہے وہ خود دیر سے آتے ہیں  
 کچھ بات نہیں چلتے ہیں۔ کوئی کہیگا کہ ہمارا پہلا گھنٹہ فلاں مدرسے کے پاس ہے  
 وہ دیر لگا کر آیا کرتے ہیں دیر ہوگی تو کچھ ہرج نہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں  
 کہ اگر کسی نے پوچھا تو فلاں بابا نہ کر لینگے۔ طلباء کا پہلا فرض یہ ہے کہ مدرسہ کی  
 حاضری کو ایسا ہی ضروری سمجھیں جیسا کہانے پینے کو ضروری سمجھتے ہیں ہم لوگوں  
 میں یہ بڑا بیماری نقص ہے جس پر یوروپین لوگ ہنستے ہیں۔ وقت کی  
 پابندی کا ہم لوگوں میں کچھ ہی لحاظ نہیں اور ہو تو کیونکر ہو۔ سونے کا  
 جاگنے کا کہانے کا۔ پینے کا ہمارا کوئی وقت مقرر نہیں۔ جب مرضی ہوئی سو  
 گئے۔ جب نیند کھلی اٹھ کھڑے ہوئے۔ روٹی دیر سے پکی تو دیر سے کھالی۔  
 سویرے پکی تو سویرے کھالی۔ انگریزوں کی طرف دیکھئے کیسے وقت کے پابند ہیں  
 جس تاریخ یا جو وقت پر کوئی کام کرنا ہو اسکو اسی تاریخ پر کرینگے کبھی ناغہ

نہ ہونے دینگے۔ حاضری ہے تو وقت پر۔ ٹفن ہے تو وقت پر۔ رات کا بکنا  
 ہے تو وقت پر۔ ہوا خوری وقت پر۔ مطالعہ وقت پر۔ سونا وقت پر جاگنا  
 وقت پر۔ تفریح وقت پر۔ کام وقت پر۔ سواری وقت پر۔ وقت کی پابندی  
 بڑی عمدہ چیز ہے۔ اگر مدرسہ میں اس عادت کو نہ سیکھا تو کونسا زمانہ آویگا جس میں  
 پابندی وقت کا خیال رہیگا۔ غنائت الہی سے وہ زمانہ ہی آویگا کہ برسر  
 کار ہو گئے۔ اس وقت اگر کسی کے ماتحت ہوئے تو اس سے شرمندہ ہونا  
 پڑیگا۔ اور اگر خود افسر ہونے تو ماتحتوں سے وقت کی پابندی کی توقع  
 عبث ہے۔ اگر چوٹی چوٹی باتون میں وقت کا خیال نہ رکھو گے تو کبھی ممکن  
 نہیں کہ بڑی باتون میں خیال رہے۔ گہریاں اسی کام کی واسطے ہیں۔ اگر  
 ان سے یہ کام نہ لیا جاوے تو پھر یہ نرہی آرایش ہیں۔ جیسے بعض شوقین  
 کانون میں بالے اور گلے میں کنٹھے پہنے پرتے ہیں۔ اسی طرح یہ ایک  
 مہذب طریق کا زیور ہے۔ غور کر کے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ تعلیم کا اول سبق  
 مدرسہ کی حاضری ہے۔ پس یہ ایسا فرض ہے کہ اسکو بڑا ضروری اور نہایت  
 مفید خیال کر کے جان و دل سے پورا کرنا چاہئے اور جہاں اسکی عادت  
 پڑ گئی پھر کیا ممکن ہے کہ ان میں فرق آجاوے۔ امید ہے کہ طلباء اس میری

نصیحت پر ضرور عمل کریں گے اور انشاء اللہ فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ تحریر دراصل  
 اُن ہی طلباء کے واسطے ہے جو ماشاء اللہ سمجھدار ہیں اور ان باتوں کو  
 خوب سمجھ سکتے ہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ کوئی جملہ نے والا ہو سو اس  
 کام کو یہ کتاب موجود ہے۔

Checked

1987

## نشت گاہ

طالب علم کے واسطے یہ بھی ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ گھر کے اندر جب تک  
 کوئی الگ جگہ مطالعہ کے واسطے نہ ہو تو پڑنا نہیں جاتا۔ کیونکہ گھر میں کوئی روتا  
 ہے کوئی ہنستا ہے۔ کوئی لڑتا ہے کوئی بولتا ہے۔ ایسی جگہ ہونی چاہئے جہاں  
 شور وغل کان میں نہ پڑے۔ بلکہ برخلاف اسکے پوری پوری خاموشی ہو۔  
 خاموشی میں ہر ایک مضمون خوب غور و فکر سے پڑھا جاتا ہے۔ اس مطلب  
 کی واسطے اگر کوئی بالاجانہ ہو تو نہایت عمدہ ہے مگر اُس صورت میں کہ باقی  
 کتب کی سکونت نیچے کی منزل میں ہو۔ اور اگر بالفرض کتبہ اوپر کی منزل  
 میں ہو تو پھر نیچے کی منزل میں کوئی جگہ تجویز کرنی چاہئے۔ جب مکان تجویز

ہو جاوے تو پہر اسکو خوب صاف کرانا چاہئے۔ اور اگر توفیق ہو تو اسکی  
 دیواروں پر لاجوردی رنگ ہونا چاہئے کیونکہ طالب علم کے واسطے حسن  
 ہر وقت آنکھوں سے کام لینا ہے نری سفیدی منتر ہے۔ سفیدی میں بہت  
 تھوڑی مقدار لاجورد ملانے سے بہت عمدہ نیلا رنگ نکل آتا ہے۔ اور اگر  
 توفیق ہو تو پھر پلستر چکنی مٹی کی کنگل ہو جاوے تو وہی اچھی ہے۔ زان  
 بعد حسب توفیق خود آسمین فرش ہونا چاہئے۔ اگر میز کرسی موجود ہو تو انکو  
 ایسے موقع پر لگانا چاہئے کہ بدنام معلوم نہ ہوں۔ آنے جانے میں مرج نہ  
 غرض قرینہ سے دونوں چیزیں رکھی ہوں تاکہ اگر کوئی دیکھے تو سمجھ جائے  
 کہ ہوشمند لڑکا ہے۔ نشست گاہ کے واسطے معمولی چوکی (آرام چوکی ہرگز  
 نہیں) بڑی عمدہ چیز ہے آدمی سست نہیں ہونے پاتا۔ اگر تھک گئے تو  
 ذرا کمر ٹیک کر بیٹھ گئے۔ چوکی تھلے تو سٹول کافی ہے۔ اور اگر میز و چوکی یا  
 سٹول کا انتظام نہ ہو سکے تو چوٹا ڈسک ہم بیچنا چاہئے۔ اور اگر ڈسک ہی  
 نہ ملے تو پھر کوئی صندوقچہ یا لکڑی کی کوئی ایسی چیز سامنے رکھ لو کہ جس پر  
 کاپی وغیرہ رکھ کر لکھ سکوں۔ اب اسکی سیقدر آرایش ہی ضروری ہے کیونکہ  
 لڑکے اسکے بغیر رہ نہیں سکتے۔ اول چیز آرایش کی پرچہ انضباط اوقات

ہستہ ہو سرتا ہے نہ ہی پیا لیں مسیحہ وہ ہم اگر تھویر کا شوق ہو تو اسکا کچھ  
 رشتہ افغان ہو کر نہ لے گا۔ ہم نے کئی وقت کی نصیحتیں کر پڑھنے کے کمرہ میں  
 درگاہ کا کچھ ہی طالب علم رات کو پڑھنے کے واسطے لیمپ ضروری ہے یہ بات  
 یاد رکھو کہ اس کے آبلے سے کوئی کیمیل یعنی کیرمین آویل کی روشنی انکھوں  
 کے واسطے بہت مضرت ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ عین پڑھنے کے وقت  
 ہم ہفتی بلائی جائے نہ سو وہ لڑکے کے واسطے کچھ بڑی بات نہیں ہے  
 اگر مٹی کا تیل استعمال کرنا ہو تو پہر گلوب والا لیمپ چاہئے۔ اور اگر وہ  
 پستروں پر لیمپ معمولی کو ایسے موقع پر رکھ کر پڑھو کہ روشنی کتاب پر  
 پڑے اور آنکھیں بیشک اندھیرے میں رہیں یا کسی چوٹے کاغذ کو  
 گول کر کے اور اس کے عین بیچ میں چینی کی موٹائی کے برابر سوراخ کر کے  
 چینی پر ڈال دو۔ ان باتوں کو ہنسی بہہ نہیں سمجھنا چاہئے۔ موٹی بات کہ جب  
 آنکھوں سے رات کو ان کام لوگے تو ان بیچارہ یوں کی ہی تو کچھ حفاظت  
 چاہئے۔ جو لڑکے ان باتوں کا سکول لائف میں خیال نہیں رکھتے انہی کو  
 کالجوں میں جا کر سات سات۔ دس دس روپیہ کی عینکین لینی پڑتی ہیں  
 اگر معمولی لیمپ کی توفیق ہو تو وہی قدیم پیل یا ٹین کا فیل سوز استعمال کرو

کیونکہ لمپ کا خرچ کم مقدار کا ہرگز نہیں اُٹھا سکتا۔ چینی کا ٹونا کچھ شکل  
بات نہیں۔ جب ٹولی ٹوگو یا تین چار آنہ کا نقصان ہو گیا۔ آسودگی میں تو  
یہ باتیں کچھ معلوم نہیں ہوتیں مگر غریب بیچارہ کہاں سے لادے۔



## انضباطِ اوقات

یہ تو ظاہر ہے کہ مدرسہ میں کئی مضمون پڑھائے جاتے ہیں۔ بعض تو ہر روز  
پڑھنے میں آتے ہیں اور بعض کی نوبت دوسرے یا تیسرے دن آتی  
ہے۔ کچھ مضمون ایسے ہیں کہ جنہر ہر روز ڈیڑھ یا دو گھنٹہ محنت کرنی پڑتی  
ہے اور کچھ ایسے ہیں جنہر کم وقت صرف ہوتا ہے۔ پس اس بات کی ضرورت  
پیش آتی کہ وقت کا بھانا پڑائی کچھ انتظام کیا جاوے۔ اسی انتظام کے  
معنے انضباطِ اوقات ہیں۔ ایک پرچہ کاغذ پر نہایت خوشخط انضباطِ اوقات  
لکھ کر اپنی نشست گاہ میں دیوار پر ایسی جگہ چپان کرنا چاہئے کہ نگاہ پڑے  
ہی جہت معلوم ہو جاوے کہ فلاں مضمون کے لئے اتنا وقت ہے اور فلاں  
کے لئے اتنا۔ اور اُسکو ایسے مکمل طور سے تیار کرنا چاہئے کہ ہواٹھو یہی کہنا



بینا۔ سونا۔ گہرین والدین۔ بہائی بہنوں کے پاس بیٹھ کر بات چیت کرنا  
 سب اسمین آجاوین۔ پڑھنے کے اوقات کا اندازہ بڑے غور سے کرنا  
 چاہیے۔ اسمین اس بات کا بڑا خیال ہونا چاہیے کہ کن کن مضمونوں میں  
 طبیعت زیادہ لگتی ہے جن میں دل لگتا ہے انکو تو خود بخود یاد کر دے  
 اب لاج انکا کرنا چاہیے کہ جن میں دل نہیں لگتا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ سب  
 مضامین مرغوب طبع ہونے ناممکن ہیں مگر امتحان کی قید کو پورا کرنے کے  
 واسطے یہ بات ضروری ہے کہ کم مرغوب یا نامرغوب مضمونوں کو بھی ایسا  
 تیار کرنا چاہیے کہ خدا نخواستہ کامیابی میں برج نہ آجائے۔ جبکہ انضباط  
 تیار ہو جائے تو پھر اسکے متعلق سب سے بڑا کام اسکی پابندی سے یعنی  
 جو کچھ اسمین لکھا ہے اسکو ہر روز بلا ناغہ پورا کر کے اٹھنا۔ جس طالب علم  
 کی سمجھ میں یہ ذرا سا سخت پابندی انضباط اوقات کا آگیا وہ کیسا ہی  
 غمی ہوا نشاء اللہ ایسا کامیاب ہوگا کہ بڑے بڑے ذہین منہ دیکھتے  
 رہ جائینگے۔ یہ جو آجکل کے امتحان میں آنکے واسطے اس سے بڑا ہر کوئی نسخہ  
 نہیں کامیابی کو تو پھر ایسا سمجھئے جیسے گہر کی کوئی چیز اسکی پوری پوری پابندی  
 میں اول چند بار طبیعت کو بوجہ معلوم ہوتا ہے مگر جب یہ شکل طے ہو جاتی ہے

تو پھر یہ نہ کہ تھیں تھیں اور ان طلباء کے درمیان جنگ اس طرف  
 تو جہ نہیں ہوتی۔ ہر طرف نظر آئے گا۔ اور اپنی جماعت میں یہ پید کی نسبت اپنی  
 تین اپنی حالت میں باوجود اس کے کہ وہ پھر یہ نہ کہ تھیں تھیں اور ان طلباء کے درمیان  
 اگر تم خیال کرو تو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ یہ کچھ نہیں ہے۔ یہ کچھ نہیں ہے۔ یہ کچھ نہیں ہے۔  
 دیکھو جانور کا خرگوش جیسے تیز رفتور ہے۔ یہ کچھ نہیں ہے۔ یہ کچھ نہیں ہے۔ یہ کچھ نہیں ہے۔  
 مگر محنت اور استقلال وہ چیزیں ہیں کہ کچھ نہیں ہے۔ یہ کچھ نہیں ہے۔ یہ کچھ نہیں ہے۔  
 سکول یا کالج میں اسکی تعلیم ہو تو کیا وہ زمین پر بیٹھ کر ایسے طلباء کی تعلیم کرے  
 جنہوں نے فقط محنت اور استقلال سے اپنے گھر پر بیٹھ کر کوئی حاصل کیا۔ انہماک  
 اہل محنت و استقلال کی سیڑ تو ہے۔ اگر میری مین ایک مثل ہے جسکے  
 شے یہ ہیں کہ وقت ہی نہ ہے۔ مطلب اس مثل کا یہ ہے کہ وقت کو محنت  
 اور وقت میں گزارنا چاہیے۔ جب انسان کسی کام پر محنت اور مشقت  
 کرے گا تو بے شک وہ شے اسکو روپیہ حاصل ہوگا۔ یہ بات محتاج بیان نہیں۔  
 اور ایک اور ضرب مثل ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ دولت حاصل کرنے کا  
 رستہ محنت ہے۔ فارسی زبان میں ہی بڑی عمدہ مثل ہے کہ گنج بے رنج  
 ہائے حاصل نہیں ہوتا۔ میرے عزیز و علم ذریعہ معاش حیب ہی ہو سکتا ہو

کہ استقلال اور محنت کو کام میں لا کر اُسکو کسی درجہ تک حاصل کیا جاوے  
اور اس شل کو کبھی نہ ہو لو کہ خدا اُنکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے  
ہیں، یعنی محنتی لڑکوں کا خداوند کریم خود یاد دہان ہو گا رہتا ہے۔

## تقسیم

ہمارے ملک کے دیسی مکتبوں کا یہ حال ہے کہ ایک مدرس ہوتا ہے اور  
کئی لڑکے اُسکے پاس پڑھتے ہیں۔ سبق سب کے مختلف ہوتے ہیں شاید  
دو اور دو تین ایسے نکلیں گے کہ جو ہم سبق ہوں نہیں تو سب الگ الگ  
کتابیں پڑھتے ہیں۔ مکتبوں میں طلباء کا یہ قاعدہ ہے کہ جو سبق استاد  
سے پڑھا اُسکو ہمیں پیش کرنا دیا کر لیا۔ غرض جو پڑھنا کہنا ہے وہ سب کتب  
میں پورا کیا جاتا ہے۔ کتب کے پڑھنے والے گھر پر آ کر کچھ نہیں پڑھتے  
مدرس سرکاری کا نقشہ ہی اور ہے۔ اول پانچ یا چھ گھنٹہ پڑھائی، دوم  
مضامین بکثرت۔ اس عرصہ میں طلباء کو مختلف مضامین کی واسطے جدا جدا  
مدرسین کے پاس جانا پڑتا ہے۔ وہاں جا کر پہلا سبق سنایا اور آگے

پڑھ لیا۔ جب گھنٹہ بجا تو دوسرے مدرس کے پاس چلے گئے۔ اور بعض  
 مدرس پہلا سبق بیعت قلت وقت سن ہی نہیں سکتے۔ مدرسین بالکل  
 کوئی وقت یا موقع ایسا نہیں ملتا کہ طلباء وہاں کچھ یاد کر سکیں سب  
 چیزیں گہر پر یاد کرنی پڑتی ہیں۔ گہر میں جب یاد کرنے بیٹھو تو انضباط  
 اوقات کی ایسی پیروی کرو کہ گویا کسی زبردست حاکم کا حکم ہے۔ اور  
 فی الحقیقت یہ حکم اس حاکم کا ہے جسکو کائنات (قوت متیزہ) کہتے ہیں۔  
 خداوند کریم نے جہاں اور خوبیاں انسان کو عطا کی ہیں وہاں ایک یہ  
 ہی بے بہا اور قابل قدر چیز دی ہے جو ہمارے اندر ہے اور جس کو ہم  
 دیکھ نہیں سکتے جو اچھے برے کاموں میں امتیاز کرتی ہے۔ انگریزی میں اسکو  
 انٹرئل گورنمنٹ حاکم اندرونی ہی کہتے ہیں۔ گویا یہ ہمارا اپنا حکم ہے اور  
 تم خود ہی اسکے تعمیل کرنا والے ہو۔ یہ نہایت ضروری امر ہے کہ جو مضامین  
 آج پڑھ آئے ہو انکو آج ہی لڑو تا یا د کر کے اٹھو۔ جو لڑکا اس پر عمل کر گیا  
 اسکے نزدیک کوئی امتحان مشکل نہیں بگاڑتی۔ یہی ہے لڑکے ایسے ہیں کہ جب مدرسہ  
 سے پڑھ کر آتے ہیں پھر گہر میں کتاب کو ہاتھ نہیں لگاتے کہ کسی ساتھی کے  
 گہر گئے اور اسکا وقت ضائع کر آئے کہ کسی کے ہاں جا کر گپیں ہانک آئے

مگر جو مہنتی لڑکے ہوتے ہیں وہ ایسے آوارہ لڑکوں کو ایک آدھ مرتبہ کے سوا پاس نہیں پھینکے دیتے اور کیوں پھینکے دیں وہ چاہتے ہیں کہ نہ ہم بڑھین اور نہ آوارہ لڑکے کو پڑھنے دیں ایسے لڑکوں کو اپنا بد خواہ اور دشمن سمجھنا چاہیے اب رہا یہ امر کہ بلند آواز سے پڑھنا چاہیے یا کہ دل میں اسکی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا بعض طلباء کو بلند آواز پڑھنے سے یاد ہوتا ہے اور بعض کو دل میں پڑھنے سے۔ مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مستحق فطرتی الفاظ کا صحیح پڑھنا بغیر بلند آواز پڑھنے کے کبھی نہیں آسکتا نیز عبارت پڑھنے کی روانی جو عمدہ جوہر ہے بدون اس کے نہیں آسکتی تم اس بات کو ہر روز اسٹر صاحب کے کمرہ میں انگریزی کے وقت دیکھو ہو کہ کئی تہا رے ساتھی صاف صاف پڑھتے چلے جاتے ہیں کہیں نہیں اٹکتے انکو عبارت پڑھتے سنکر استاد کو لطف آتا ہے اور طالب علم خود ہی مخطوط ہوتا ہے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ بہت اٹک اٹک کر عبارت پڑھتے ہیں۔ انکا پڑھنا ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی رونے لگ گیا۔ ایسے لڑکوں کو جاہلوں کہ بلند آواز سے (مگر جس سے ہمسائے تنگ نہوں) کئی کئی مرتبہ عبارت انگریزی یا فارسی کو پڑھیں اور الفاظ کو منہ سے درست نکالیں صرف

چند روز اس طرح کرنے سے ایسا ہی عمدہ اور صاف پڑھنے لگین گے جیسے دوسرے  
 ساتھی پڑھتے ہیں۔ میرے عزیز و اقارب تقسیم کے متعلق بیضروریات میں انکا  
 تو بیان ہو چکا۔ اب سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تم محنت و مشقت سے  
 اس کام کو پورا کرو۔ اور اگر پڑھتے پڑھتے طبیعت گہرا جائے تو نشست  
 اور حالت بدلنے سے وہ گہرا ہٹ جاتی رہتی ہے۔ مثلاً اگر بیٹھے ہوئے پڑھ  
 رہے ہو تو لیٹ کر پڑھنے لگو۔ یا لیٹے لیٹے طبیعت گہرا لے تو ٹھیکر پڑھنا  
 شروع کر دو۔ اور اگر کسی وقت کسی ایک مضمون سے طبیعت وق ہو جائے  
 تو اسکو چھوڑ کر کسی اور کو شروع کر دو۔ یہ جو بہاری طالب علمی کا زمانہ  
 ہے یہ ایک عجیب زمانہ ہے۔ کہانے کا تنکو فکر نہیں۔ پینے کا تنکو فکر نہیں۔  
 تم بالکل بے فکر ہو۔ اگر تم کو فکر ہے تو پڑھنے کا ہے۔ تمہارے والدین  
 تمہارے لئے کہیں کپڑے کا بندوبست کر رہے ہیں کہیں کھانے کا فکر  
 کر رہے ہیں۔ جو لڑکے اس عمر میں علم کو حاصل کرتے ہیں وہ بڑے ہو کر  
 نہایت آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ جو انجیئر اور میز وکیل بنتے  
 ڈپٹی تحصیلدار۔ اسٹنٹ۔ سرجن۔ ڈیڈاکٹر اور آؤر فشی و بابو وغیرہ  
 نظر آتے ہیں سب تمہاری طرح اپنے اپنے زمانہ میں لڑکے تھے۔ انہوں نے

خوب محنتیں کیں۔ امتحان پاس کئے۔ اب بڑے آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انکے پاس کہیں گھوڑے ہیں۔ کہیں گھیاں ہیں۔ تم لوگ بھی ایسے ہی بن سکتے ہو بشرطیکہ محنت کرو۔ اور اگر محنت نہ کرو گے تو ساری عمر جو تین چھتاتے پھر دو گے۔ تم خداوند کریم کا شکر ادا کرو کہ تمہارے والدین زندہ و سلامت موجود ہیں۔ جن بیچاروں کے والدین نہیں ہیں انکا حال دیکھو وہ اسی بات کو ترستے ہیں کہ کوئی ہمیں روٹی کپڑے کا سہارا دے تو ہم خوب محنت کر کے پڑھیں۔ تم اپنے خالق کا لاکھ لاکھ شکر کرو کہ تمہاری حالت یتیموں سے ہزار درجہ بہتر ہے۔



## نقشبہ محمدیہ

جب تم مدرسہ میں اپنے استاد کے روبرو جماعت میں بیٹھے ہو تو جس کام میں تمہاری جماعت لگی ہوئی ہو تم ہی اسی مضمون میں محنت و غور کے ساتھ مصروف ہو جاؤ۔ وائٹن یاٹن یا اوپر نیچے مت دیکھو۔ نہ کسی سے باتیں کرو۔ مدرسہ میں جتنا وقت ہے وہ سب پڑھنے کی واسطے ہے۔ کہیلنے یا

باتین کرنے کیو اسلے میں ہے۔ طالب علم کی بڑی خوبی اور سعادت مندی  
 یہ ہے کہ جس کام کیو اسلے میں ہے۔ میں جو وقت مقرر ہے اس وقت میں کسی  
 کام کو کرتے دوں۔ کام ہرگز نہ کرتے۔ بعض طلبہ کا قاعدہ ہے کہ فارسی کا کتبہ  
 ہے تو انگریزی کتاب کہو لی ہوئی ہے۔ اور تالیف کا وقت ہے تو فارسی کہو  
 لی ہوئی ہے۔ یا باتوں میں ایسے مصروف ہوں میں کہ نہ استاد کا ڈرنے وقت کا  
 خیال نہ پڑھنے کا فکر۔ مثلاً کرکٹ میچ ہو رہا ہو۔ ایک پارٹی کھیل رہی ہو اور  
 دوسری فیلڈ کر رہی ہو۔ اس وقت اگر کوئی لڑکا ہسٹری کہو لکھ یا دکرے  
 لگے تو کیا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ باقی تمام لڑکے اور نیز اُفرو جو پاس کھڑے  
 ہونگے وہ اُسکو بڑا بے تمیز خیال کریں گے اور اُسکو مفل کریں گے۔ کیونکہ کرکٹ  
 میچ پڑھنے کے واسطے نہیں ہوتا کھیلنے کے واسطے ہوتا ہے۔ سکول کے وقت  
 میں سولے پڑھنے کے اُور کوئی کام کرنا ایسا ہے جیسے کرکٹ میچ میں کتاب  
 پڑھنا۔ پڑھنے کے وقت پڑھنے میں ایسے مصروف ہو کہ دیکھنے والا یہ سمجھے  
 کہ اُنکو پڑھنے کے سوا کوئی کام ہی نہیں آتا۔ اور جب چٹائی ہو جائے اور  
 کرکٹ فیلڈ میں پہنچو تو بیشک اچھلو۔ کودو۔ اور ول کا خوب ارمان نکال کر  
 کہیا۔ غرض کھیل کی وقت خوب کھیلو۔ اور پڑھنے کی وقت خوب دل لگا کر توجہ



سے پڑ ہو۔ جب تمہارے استاد تم سے کوئی سوال کریں تو ادب سے سیدہ ہو  
کھڑے ہو کر اُسکا جواب دو۔ یہ نہیں کہ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر یا منہ کے آگے  
ہاتھ یا کتاب دیکر یا استاد کی میز پر جھک کر جواب دو بلکہ سیدہ سے سر و قد کھڑی  
ہو کر اور دونوں ہاتھ چوڑ کر کھڑے ہو۔ اور بنایت ادب کے ساتھ سوال  
کا جواب دیکر یا اپنے حصہ کا پڑ بکر بیٹھ جاؤ۔ پڑھتے وقت کتاب کو ایسے  
موقع پر رکھو کہ تم استاد کو اور استاد تم کو اور تمہارے ساتھی تم کو اور تم آنکھوں  
دیکھ سکو۔ پیرایا صاف اور عمدہ طرح سے پڑ بکر سناؤ کہ خود تمہاری طبیعت  
ہی خوش ہو اور سنتے والے ہی باغ باغ ہو جاویں۔ بعض طلباء کا یہ قاعدہ  
ہے کہ جماعت میں بیٹھ ہوئے کہیں آنکھوں سے کہیں ہاتھوں سے کہیں پیرو  
سے اشارے اور باتیں کر رہے ہیں۔ مدرس بیچارہ کتاب لئے ہوئے پڑھنے  
میں مصروف ہے جب مدرس کی نگاہ کو کتاب سے ہرتے ہوئے دیکھا تو بس  
اشارے موقوف اور چپ چاپ اسکی طرف اس طرز سے دیکھنے لگے کہ گویا  
وہ حرکات کین ہی نہیں۔ اگر استاد تم کو وہی شرارت کرتے ہوئے دیکھے  
لے تو بنایت درجہ ذلیل کر سکتا ہے۔ جرمانہ کر سکتا ہے۔ بدنی سزا دے سکتا  
ہے۔ اس قسم کی شرارتیں بڑی پیہودہ ہیں۔ اول تو یہ بڑی حرکت۔ دوم

پڑھنے کا ہرج۔ جب اس طرح شرارتیں کر دگے تو پڑھو گے کیا خاک۔ بلکہ ہمیں  
یہ مناسب ہے کہ اگر تمہارے ہمتا کسی وجہ سے دیر کر کے آدین یا کسی  
ضرورت کی واسطے باہر جائیں تو انکی عدم موجودگی میں ہی ایسی مصروفیت کے  
ساتھ اپنے کام میں لگے رہو جیسے انکے روبرو جو لڑکے تسلیم مدرسہ کا خیال  
ہمیں رکھتے اور باتوں یا شرارتوں یا دنگے فساد میں اپنا وقت گزارتے ہیں  
وہی آخر کو امتحانوں میں ناکامیاب ہوتے ہیں اور ماقبی صورت بنائے ہوئے  
کبھی اس کمرہ میں اور کبھی اُس کمرہ میں جا بیٹھتے ہیں۔ اور ج پڑھتے ہیں وہ  
آخر کو کامیاب ہوتے ہیں۔ مارے خوشی کے انکے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتو  
اچھے لڑکے مدرسہ کا فخر اور مدرسہ اُنکا فخر۔ والدین سے سرخ رو۔ برادری  
میں نیکی نام۔ برخلاف اسکے بُرے لڑکے مدرسہ کی بدنامی۔ بدتسین کی  
تظہیریں ذلیل۔ والدین سے نادوم۔ برادری میں بدنام ہوتے ہیں

## مضمون اول انگریزی

اول تم کو چاہئے کہ اپنی پڑائی کی کتاب کو گھر پر مطالعہ کرو۔ مطالعہ کا

ڈھنگ یہ ہے کہ سفید کا قدم از کم نصف وستہ لیکر اُسکی ایک کاپی بناؤ  
 اس کاپی پر رول اسطرح کرو کہ اول خانہ بین انگریزی الفاظ اور دوسرے  
 میں اُنکے محاذ اُردو معنی ہوں۔ سبق کا اندازہ تو ہر ایک طالب علم کو معلوم  
 ہوتا ہے اُس سے یہ یا سطر زیادہ مقرر کر کے شروع سے چپ چاپ اُنکو  
 مطالعہ کرنے لگو۔ جو لفظ نیا آوے جبکہ معنی معلوم نہوں اُسکو ڈکشنری میں  
 دیکھو۔ ڈکشنری میں ایک ایک لفظ کے دو دو تین تین بلکہ چار چار معنی  
 درج ہوتے ہیں اُن تمام معنوں کو اُس نئے لفظ کے مقابل لکھ لو جب فقرہ  
 تمام ہو جائے یعنی فل سناپ آجائے تو اُس فقرہ کے دل میں معنی کر دو  
 پھر سوچو کہ اس سے مطلب کیا ہے۔ اگر کسی لفظ کے ایک معنی لگانے سے  
 مطلب نہ نکلے تو پھر دوسرے معنی لگا کر دیکھو۔ اور اگر دوسرے معنی لگانے  
 سے ہی مطلب نہ نکلے تو علیٰ ہذا القیاس تیسرے یا چوتھے معنی لگا کر مطلب بخانا  
 چاہئے۔ یقین ہے کہ اسطرح کرنے سے مطلب سمجھ میں آ جائیگا۔ اور اگر بالفرض  
 مطلب سمجھ میں نہ آوے تو پھر در در میں سبق پڑھنے کی وقت وہ موقع حل ہو سکتا  
 ہے۔ مگر طالب علم کی بوقت مطالعہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ حتی الامکان وہ خود  
 سارا سبق سمجھ لے۔ اور جس وقت در در میں وہ سبق پڑھو تو پھر یہ بات نہایت

ضروری ہے کہ جس لفظ کے جو معنی کتاب میں کسی موقع پر چسپان ہوں اُس لفظ پر کاپی میں کوئی نشان کر دیا جائے جس سے یہ معلوم رہے کہ اس لفظ کے جو تین چار معنی میں اُن میں سے فلان اُن کا چسپان ہے۔ اس نشان سے یہ فائدہ ہے کہ جب گھر پر اُس سبق کو یاد کرنے بیٹھو گے تو ایک ایک لفظ کے کئی معنی دیکھ کر گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ جب کبھی آموختہ یاد کر دے گے تو اُس وقت بھی وہ نشان کام آئیگا۔ گھر پر آ کر سبق اتنی دفعہ کہنا چاہئے کہ خوب یاد ہو جاوے۔ الفاظ کے سچے خوب طرح یاد کرنے چاہئیں۔ اگر سچے یاد نہ ہوں تو عبارت کبھی ممکن نہیں کہ صحیح لکھی جاوے۔ یہ بات ہی یاد رکھو کے قابل ہے کہ کتاب کی عبارت لفظوں سے بنی ہوئی ہوتی ہے۔ جب لفظوں کے معنی نہ آئے تو عبارت کیونکر سمجھ میں آئے گی۔ ایک لفظ کے جس قدر معنی ہوں اُن سب کو حفظ کر لو۔ تلفظ کا بڑا خیال رکھو کہ منہ سے کوئی لفظ غلط نہ نکلے۔ اگر میرا وہ چیز ہے کہ بغیر اسکے بغیر زبان ہرگز نہیں آسکتی اسکے قواعد کو خوب طرح حفظ کرنا چاہئے۔ اگر گھر میرا بھی طرح آجائے تو پھر کئی غلطیاں جو اسکے قواعد کے متعلق ہوتی ہیں وہ نہیں ہوتیں۔ غرض اگر گھر میرا یاد ہو تو پھر غلطی محاورات میں ہوتی ہے۔ محاورات کے حاصل

کہنے کے لئے بڑی جستجو چاہئے۔ اسکے لئے بھی ایک جہ اکاپی بناؤ۔ وقتاً  
وقتاً جو محاورہ بنائے اُسکو جہٹ اکاپی مین بمعہ معنی درج کرو۔

اب دو چیز مین جو نہایت درجہ ضروری مین انکا بیان کیا جاتا ہے۔ اول  
ترجمہ انگریزی سے اردو مین۔ اس سے غرض یہ ہے کہ انگریزی عبارت  
کو اردو مین اس خوبی سے ظاہر کیا جائے کہ جو کچھ اس عبارت کا مطلب  
ہو اُسکو ہر ایک بخوبی سمجھ سکے۔ اگر کسی فقرہ کا لفظی ترجمہ کر دے اُسکو کوئی ہی  
ہرگز نہیں سمجھ سکے گا۔ اور اگر انگریزی کے خیال یا فقرہ کو یہ پابندی  
الفاظ اس طور پر اردو مین بیان کیا جائے جیسے روزمرہ کی بول چال  
تو پھر ہر ایک بہت اچھی طرح سمجھ لیگا۔ انگریزی سے اردو مین ترجمہ کرنے  
کی پرکھ یہ ہے کہ اردو جاننے والا اُسکو سمجھ سکے۔ اس ترجمہ سے یہ  
معلوم ہو جاتا ہے کہ طالب علم انگریزی زبان کس درجہ تک سمجھ سکتا ہے  
اور نیز یہ کہ جو مطلب انگریزی مین ہے اُسکو اپنی زبان مین کیسا بیان کر سکتا  
ہے۔ غرض حتی الامکان انگریزی کی عبارت کو اپنے محاورہ روزمرہ مین ادا  
کرنا چاہئے۔ اس ترجمہ کے لئے یہ بڑا ضروری امر ہے کہ طالب علم انگریزی  
عبارت کو بخوبی سمجھ سکے۔ اور جو انگریزی کو ہی نہیں سمجھتا وہ اردو مین خاک

بیان کرے گا۔

دوم ترجمہ اردو سے انگریزی میں۔ یہ مضمون بھی نہایت ضروری ہے۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ اپنی اردو زبان کو انگریزی زبان میں اس خوبی اور صحت سے بیان کیا جائے کہ محاورہ کے مطابق ہو۔ اس سے طالب علم کی طاقت انشاء معلوم ہوتی ہے۔ اس ترجمہ پر بہت بڑی کوشش ہونی چاہیے اول تو کچھ عرصہ تک مختلف اردو فقروں کا انگریزی میں بامحاورہ ترجمہ کرنا سیکھو۔ اسکے بعد عبارت کا ترجمہ کرنا چاہئے۔ اسکے متعلق ایک اور ضروری بات ہے جسکو خوب غور سے سمجھنا چاہئے وہ یہ کہ ترجمہ فقط ایک ہی کتاب میں سے نہ ہو۔ مثلاً تاریخ کا ترجمہ کرنے سے فقط تاریخ کے متعلق کے محاورات آئینگے باقی ندارد۔ اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ ۲ یا ۳ صفحے تاریخ کے۔ اور اتنے ہی اخبار کی خبروں کے۔ کئی ایک صفحے رسوم ہند کے۔ اور چند ایک صفحے ایسی کتاب کے جس میں کہانیاں ہوں۔ اور نیز کئی ایک چھپات اور دو کا ترجمہ انگریزی میں کرنا چاہئے تاکہ تقریباً سب محاورات پر عبور ہو جائے جب تقریباً سب محاورات پر عبور ہو جاوے تو پھر طالب علم اس میں نہیں ملتا یہ ترجمہ تب ہی بخوبی ہو سکتا ہے کہ بہت سی انگریزی کتابیں نظر سے گزری

ہوئی ہوں اور نیز مختلف محاورات از بر ہوں۔ اس ترجمہ کی مشق اول  
تو روز و رنہ دوسرے دن تو ضرور ہی ہونی چاہیے۔



## مضمون دوم (فارسی)

چونکہ فارسی بھی ایک غیر زبان ہے۔ نقطہ اتساق فرق ہے کہ بہ نسبت انگریزی  
کے بہت آسان ہے۔ اور باین وجہ کہ ایشیا کی ایک زبان ہے اور عمدہ در  
سے ہندوستان میں رائج ہے اسلئے بہ نسبت انگریزی کے زیادہ مآفوس  
ہے۔ جو جو ہدایات انگریزی کی ذیل میں بیان کی گئی ہیں وہی اسکے لئے  
کافی ہیں اسجگہ اُنکے اعادہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ طلباء یہ نہ سمجھ لیں کہ اسکو  
غیر ضروری سمجھ کر اسکے ترجموں یا طریق مطالعہ کی بابت کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ یہ  
سمجھنا چاہئے کہ انگریزی کے واسطے جو باتیں لازم ہیں وہی بعینہ اس کے  
واسطے بھی درکار ہیں۔ فارسی کے لئے بھی کابیون کا ہونا ضروری امر ہے  
جو عربی الفاظ کتاب میں آئیں اُنکی اچھی طرح سے تحقیق کر لینی چاہئے۔ مثلاً اگر کوئی

بالکل حاجت ہی نہیں بلکہ بہتیرے ایسے امور ہیں کہ بدون استاد کے سمجھائے  
 سمجھ میں نہیں آتے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ حسب قدر انگریزی اور فارسی میں  
 استاد کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے استاد اس مضمون میں حاجت نہیں  
 ہوتی۔ تجربہ میں ہی آیا ہے کہ طلباء مدرّسین سے اور نیز ایک دوسرے سے  
 یہی سوال کرتے ہیں کہ تاریخ و جغرافیہ کیونکر یاد کریں۔ اب میں ان دونوں  
 کے یاد کرنے کے واسطے چند باتیں لکھتا ہوں جنکو ذرا غور سے پڑھنا اور  
 سمجھنا چاہیے۔

## تاریخ

جس بادشاہ کا حال یاد کرنا ہو اسکو شروع سے اختصار تک چپ چاپ دیکھ لینا  
 چاہئے۔ مگر یہ شرط ہے کہ دھیان کتاب میں ہو۔ گلی یا بازار میں نہو۔ اگر دھیان  
 کسی اور جگہ ہو تو پھر تاریخ کے یاد نہ ہونے کی شکایت بیفائدہ ہے۔ جب  
 ایک دفعہ دیکھ چکے تو پھر دوبارہ اسکو مثل بار یا قول چپ چاپ دھیان لگا کر دیکھو  
 جب دودفعہ دیکھ لو تو پھر سوالات ذیل کو ایک پرچہ یا سلیٹ پر لکھ کر اور کتاب  
 بند کر کے اُنکے جواب کے واسطے مستعد ہو جاؤ۔ بہت سے صفحے دیکھ کر گھبرا نہ جانا  
 چاہئے۔ اگر صفحوں کی تعداد کو دیکھ کر گھبرا گئے تو پھر یاد ہونا محال ہے۔



(۱) یہ بادشاہ کتب اور کہنان پیدا ہوا تخت پر کتب اور کس حق سے اور کیونکر بیٹھا

(۲) کون کون سے معرکے یا جنگ اور کس کس سنہ میں اور کس کس وجہ سے

اسکے عہد میں واقع ہوئے ؟

(۳) کون کون سے مشہور امیر یا شہزادے اسکے عہد میں ہوئے اور ان کا

سلطنت سے کیا تعلق تھا ؟

(۴) کون کون سی عمارات متعلق رفاه عام یا بنا بر شہرت اسکے عہد میں تعمیر

ہوئیں اور کون کون سے کار نمایان وقوع میں آئے اور کتب آئے ؟

(۵) یہ بادشاہ کس طرح اور کتب اور کہنان مرا اور اسکا چال چلن کیا تھا ؟

ان سوالوں کے جواب الگ الگ دو۔ اگر کوئی بات یا سنہ بھول جائے تو

ذرا کتاب کھو کر دیکھ لو۔ مگر پھر کتاب کو بند کر دو۔ غرض جب ایک دفعہ ان سوالوں

کے جواب دے چکو تو بار دوم انہیں کو دہراؤ۔ اگر دوسری مرتبہ کوئی بات

جواب کی واسطے نہ آئے تو پھر تیسری دفعہ ہی سہی۔ مجھ کو کامل یقین ہے کہ جو

اس ترکیب کو غور سے پڑھے گا اور عمل میں لائیگا اسکو تاریخ بہت جلد یاد

ہو جائیگی۔ کم از کم روز ایک بادشاہ کا حال یاد کرنا چاہئے۔ اگر کوئی حال

بہت لمبا ہو تو اسکو دو یا حد تین دن میں یاد کر لیا کر دو۔ شام کو جب تم ہونٹوی

کو جاؤ تو اپنے کسی ہم جماعت سے اُسی بادشاہ کے حال کو جسکو تہنہ گھر میں  
 یاد کیا ہو بطور سوال و جواب پھر دہراؤ۔ جب یہ کام ختم ہو جائے تو اس کے  
 بعد بیشک ہواخوری کے وقت اور باتیں کرو۔ اس طرح کی یاد کی ہوئی تاریخ  
 بہت کم بھولتی ہے۔ خلاصہ وغیرہ امتحان کے قریب دنوں میں دیکھو مناسب  
 ہیں۔ اور بڑی تاریخ کو چھوڑ کر خلاصوں کے پیچھے پڑنا بڑی غلطی ہے۔ بڑی  
 تاریخ کا ایک دو دفعہ نظر سے گزرنا بلکہ یاد ہونا بہت ضروری ہے۔

## جغرافیہ

اس مضمون کو جلدی یاد کرنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ جس بڑے اعظم کو یاد کرنا  
 ہو اس کے نقشہ یا اٹلس کو سامنے رکھو۔ پھر بڑے اعظم مطلوبہ کو کتاب میں سے  
 پڑھو۔ اور نقشہ یا اٹلس کو اس کے مطابق دیکھتے جاؤ۔ مثلاً جب حد و دار بحر  
 مالک۔ جزیرہ۔ جزیرے۔ نا۔ خلیج۔ آبنائے وغیرہ دیکھ چکو تو پھر کتاب بند  
 کر کے انکو نقشہ یا اٹلس پر ہی دہرانا شروع کرو۔ دو یا حدتین دفعہ  
 دہرانے سے سب زبانی یاد ہو جائیں گے۔ جب یہ سب خوب یاد ہو جائیں  
 تو پھر آگے چلو۔ آگے کی چیزوں کو بھی اسی طریق سے یاد کرو۔ ایک لڑکا نقشہ  
 یا اٹلس کو سامنے رکھ کر ایک بڑے اعظم یاد کرے اور دوسرا صرف جغرافیہ لیکر

یاد کرے۔ یاد رکھئے زمین معلوم ہو جائیگا کہ کس کو آسانی اور جلدی سے  
یاد ہوتا ہے۔ آب و ہوا۔ معدنیات۔ نباتات۔ آبادی۔ رقبہ اور مختلف  
شہروں کے باعث شہرت کو مولیٰ طور پر یاد کرنا چاہئے۔ زمین کی گردش  
شکل۔ سردی۔ گرمی۔ جوار بھٹا۔ عرض بلد۔ طول بلد۔ منطقہ۔ آفتاب یا تباب  
بارش۔ شمال و جنوب کے بارہ مین جو کچھ جغرافیہ میں لکھا ہوا اور جو کچھ تھا  
ماسٹر صاحب زبانی سمجھا دیں خوب غور سے پڑھو اور سنو کیونکہ یہ سب  
باتیں بڑی عجیب و غریب اور دلچسپ ہیں۔ اگر منطقوں کی کیفیت اچھی  
طرح سمجھ میں آجائے تو ہر ایک ملک کی آب و ہوا و نیز نباتات کا حال بہت  
آسانی و جلدی سے یاد ہو جائیگا۔ بعض ایسے نباتات و جانور ہیں کہ منطقہ  
حارہ میں ہوتے ہیں۔ انکا منطقہ بارہ میں ہونا محال ہے۔ بعض ایسے ہیں  
کہ فقط منطقہ بارہ میں ہوتے ہیں انکا منطقہ حارہ میں ہونا غیر ممکن ہو  
رہی طرح آب و ہوا کا حال ہے۔ جو ملک کہ منطقہ حارہ میں ہیں وہ سب  
گرم ہیں۔ اور جو منطقہ معتدلہ میں ہیں انکی آب و ہوا بلحاظ سردی و  
گرمی اعتدال پر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اوردان کا حال ہے۔ اکثر مدرسہ  
کے لڑکوں پر میری اعتراض ہوتا ہے کہ ساری دنیا کا جغرافیہ جانتے ہیں

مگر سمتیں نہیں سمتوں کا قاعدہ یہ ہے کہ جس طرف سے آفتاب نکلتا ہے  
 اودھر منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ اب تمہارے سامنے مشرق پیٹھ پر چھپر مغرب  
 دائیں ہاتھ جنوب بائیں ہاتھ شمال ہے۔



## مضمون چہارم (حساب)

یہ وہ شکل مضمون ہے کہ جس میں طلباء، عوامانہ ہو جاتے ہیں۔ اسکے  
 سیکھنے کے واسطے بڑی جہاں کی کوشش اور سمجھ دے گا رہے۔ اگر ایک شکل  
 شکل اور سمت سمت پکار کر ہاتھ نہ لگایا جاوے تو پھر اسکے نہ آنے اور سمت  
 ہونے میں کوئی بھی کلام نہیں۔ اور اگر اسپر کافی محنت اور توجہ کیجا دے تو  
 پھر ممکن نہیں کہ اپنی حاجت روائی کے لائق نہ آوے۔ اب میں چند باتیں  
 اسکے متعلق لکھتا ہوں انہیں ضرور توجہ ہونی چاہئے۔ اول قاعدہ کو جو دو  
 یا تین سطر سے زیادہ نہیں ہوتا بڑی توجہ سے سیکھو۔ اور جو بات اسکے  
 متعلق سمجھ میں نہ آوے اسکو فوراً ماسٹر صاحب سے پوچھو۔ اس کے بعد جو

تین یا چار سوال مختلف قسم کے اُسی قاعدہ کے نیچے کتاب میں حل کنوڑو ہوں انکو خوب غور سے دیکھو اور سمجھو اور اپنے ہاتھ سے حل کرو۔ میں ان سوالوں کی اسطے تاکید کرتا ہوں کہ ایک قاعدہ کے متعلق جو مختلف ہیر پیر ہوتے ہیں انکو ان میں حل کیا ہوا ہوتا ہے۔ اسکے بعد پھر باقی سوالات کی مشق کرو متفرق سوالات بہ نسبت دوسرے سوالوں کے بہت مشکل ہوتے ہیں ان میں یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ کیا بتلایا گیا ہے۔ اور کیا مطلوب ہے جو لڑکے اس بات کو نہیں سوچتے انھیں یہ معمول ہے کہ اندھا دھند کسی کو تقسیم اور کسی کو جمع اور کسی کو تفریق اور کسی کو ضرب کرنا شروع کر دیتے ہیں بظاہر دونوں طرف سیٹ سفید کر کے جواب غلط نکال کر لے لیتے ہیں۔ اسکے لئے یہ لازم ہے کہ جب تک تم اچھی طرح یہ نہ سمجھ لو کہ کونسی بات بتائی ہے اور کونسی پوچھی ہے تو کبھی نیشل کو نہ چھوڑو۔ اگر حساب کے کم از کم چار یا پانچ سوال روز نکال کر تو کبھی ممکن نہیں کہ حساب میں نیشل ہو جاوے۔ اسکے عمل میں بہت بڑی احتیاط چاہئے کیونکہ آؤر مضمونوں کا تو یہ حال ہے کہ ایک د غلطیاں بھی ہو جائیں تو غیر حیدان ہرچ نہیں۔ اس میں اگر ایک غلطی ہو گئی تو گویا سا بے کا سا راسوال غلط ہو گیا۔

یہ حساب جو مدارس میں پڑایا جاتا ہے یہ تحریری کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ تقریری حساب بھی ضرورت کے موافق سیکھنا چاہئے کہ جس سے اپنے روزمرہ کے لین دین میں وقت نہ ہو۔ مدرسہ کے لڑکے جب بازار میں کوئی چیز خریدنے جاتے ہیں تو یہ پچاڑے اور بھنگاڑے رہتے ہیں اور دوکاندار ناپ تول کر حوالہ کرتا ہے۔ یہ منہم دیکھتے جاتے ہیں اور اور بھنگاڑے ہوئے گھر چلے آتے ہیں۔ اس کام کے لئے ہندی کے پہاڑے مثلاً پونے، سواے، ڈیوڑھے اور ڈھانچے میں تک حفظ کرنے چاہئیں۔

## ہندی کے گُر

مدرسے کے لڑکوں پر یہ بھی بڑا اعتراض ہے کہ یہ لوگ باوجود حساب جاننے کے کس چیز کی قیمت زبانی نہیں بتلا سکتے نتیجہ اسکا یہ ہوتا ہے کہ زبانی قیمت نہ بتلا سکنے کے سبب بیویں کے سامنے چُپ ہو رہتے ہیں اور شرمندہ ہو کر دل ہی دل میں کچھ حساب کتاب کرتے ہوئے

گھر چلے آتے ہیں جب میں نے اس بات کو خوب غور سے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ لڑکے بیچارے ایک طرح سے اس واسطے پہنچے ہیں کہ مدرسہ کی تعلیم میں کوئی ایسی کتاب یا رسالہ نہیں جس سے بازار کی خرید و فروخت میں مدد ملے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بازار کی خرید و فروخت میں باہر کے جاہل گنوار اور مدرسے کے پڑھے ہوئے لڑکے مساوی ہیں جن لڑکوں کو دھوکے میں آنا اور باہر کے گنواروں کی طرح بازار کی خرید و فروخت میں بیوقوف بننا اور واجبی قیمت سے زیادہ دینا اور واجبی نرخ کے حساب سے کم لینا گوارا نہ ہو وہ اول تو چار پہاڑوں مندرجہ کتاب ہذا کو تین چار دن میں یاد کر لیں اور اسکے بعد ہندی کے مفصلہ ذیل گزروں کو جو تمام عمل کے واسطے بازار کی خرید و فروخت میں از بس مفید ہیں یاد کر لیں۔

مگر متعلق خرید و فروخت بازار سوا وغیرہ

تو اس کی قیمت سواشہ کی قیمت معلوم کر لیں

(۱) تو اس کی قیمت کو چو گنا کر کے تین پر بانٹو اور مال کو اسے سمجھ کر ماشہ

کا مول جانو۔

اگر باقی ایک بچے تو اسکو چار پائی اگر دو بچپن تو اس کو آٹھ پائی سمجھو

مثال (۱) اگر سونا ۲۲ روپیہ تولہ ہو تو ماشہ کی قیمت بتاؤ۔

حل ۲۲ روپیہ کا چوگنا ۸۸-۸۸ کی تہائی ۱۰۲۹ اور ایک کسر یعنی ایک چوتھ

۳ آنہ ۳ پائی ایک ماشہ کی قیمت۔

تولے کی قیمت سے رتنی کی قیمت معلوم کرنے کا گڑ

(۲) تولے کی قیمت کو دو گنا کر واد حاصل کو پائیان سمجھ کر رتنی کی قیمت جانو

مثال (۲) اگر ایک تولہ کی قیمت ۲۲ روپیہ ہو تو رتنی کی کیا قیمت ہوگی

حل ۴۴ کا دو گنا ۸۸-۸۸ پائیان یعنی ۴ آنہ ایک رتنی کی قیمت۔

تولہ کی قیمت سے چاول کی قیمت معلوم کرنے کا گڑ

(۳) تولہ کی قیمت کو چار پر بانٹو۔ حاصل کو پائیان سمجھ کر چاول کی قیمت جانو۔

مثال (۳) اگر تولہ کی قیمت ۲۰ روپیہ ہو تو چاول کی قیمت بتاؤ۔

حل ۲۰ کی چوتھائی ۵-۵ یعنی ۵ پائیان ایک چاول کی قیمت۔

تولہ کی قیمت سے ۶ رتنی کی قیمت معلوم کرنے کا گڑ

(۴) جتنے روپیہ ایک تولہ کی قیمت ہو اُسے آٹھ رتنی کی قیمت جانو

مثال (۴) اگر ایک تولہ کی قیمت ۲۲ روپیہ ۴ آنہ ہو تو ہر رتنی کی قیمت



کیا ہوگی؟

حل - ۲۲ روپیہ آنہ کے سائے سے بائیس آنے میں ایک روپیہ ہے  
چہ آنہ چھ رتی کی قیمت ہوئی۔

چاول کی قیمت سے تولہ کی قیمت معلوم کرنے کا گر  
(۵) چاول کی قیمت کی پائیوں کو چوگنا کر دوا اور حاصل کو روپیہ سمجھ کر  
تولے کی قیمت جانو۔

مثال (۵) اگر ایک چاول کی قیمت ۶ پائی ہو تو تولہ کی کیا قیمت ہوگی  
حل - ۶ پائی کا چوگنا ۲۰ یعنی ۲۴ روپیہ ایک تولہ کی قیمت -  
رتی کی قیمت سے تولہ کی قیمت معلوم کرنے کا گر  
(۶) (الف) جتنی پائیاں رتی کی قیمت ہو اسکے نصف کو روپیہ سمجھ کر  
تولہ کی قیمت جانو۔

مثال (۶) اگر رتی کی قیمت ۴ آنہ ہو تو تولہ کی کیا قیمت ہوگی -  
حل - ۴ آنہ کی ۸ پائیاں - ۸ کا نصف ۴ یعنی ۲۴ روپیہ ایک تولہ کی قیمت  
(ب) رتی کی قیمت سے تولہ کی قیمت معلوم کرنے کا گر -

جتنے آنے رتی کی قیمت ہو اسکو چھ گنا کر دوا اور حاصل کو روپیہ سمجھ کر

تولہ کی قیمت جانو۔

مثال۔ اگر رتنی کی قیمت ۴۸ آنہ ہو تو تولہ کی کیا قیمت ہوگی۔

حل۔ ۴۸ آنہ کا چھ گنا ۲۸۸ یعنی ۲۲ روپیہ ایک تولہ کی قیمت۔

ماشہ کی قیمت سے تولہ کی قیمت معلوم کرنے کا گُر

(۷) جتنے آنے ماشہ کی قیمت ہو اسکے نصف کو ڈیوڑا کر دو اور حاصل کو روپیہ

سمجھ کر تولہ کی قیمت جانو۔

مثال (۷) اگر ماشہ کی قیمت ایک روپیہ ۴۸ آنہ ہو تو تولہ کی کیا قیمت ہوگی

حل۔ ایک روپیہ ۴۸ آنہ کے ۲۴ آنے ہوں گے۔ ۲۴ کا نصف ۱۲ ڈیوڑا

ساڑھے بائیس یعنی ۲۲ روپیہ ۸ آنہ ایک تولہ کی قیمت۔

### چاندی

ایک روپیہ کی چاندی سے ایک آنہ کی چاندی معلوم کرنا گُر

(۱) ایک روپیہ کے جتنے ماشے ہوں ان ہلوڑی رتیاں ایک آنہ کی جانو

مثال (۱) اگر ایک روپیہ کے ۱۱ ماشے چاندی ہو تو ایک آنہ کی کتنی آویگی

حل۔ ۱۱ ماشے کا نصف ساڑھے پانچ یعنی ساڑھی پانچ رتنی ایک آنہ کی ہوگی

ایک آنہ کی چاندی سے ایک روپیہ کی چاندی معلوم کرنے کا گُر

(۲) ایک آنہ کی جتنی رتیاں ہوں انکو دو گنا کر دو اور حاصل کو ایک پیسہ کے ماشے جانو۔

مثال (۲) اگر ایک آنہ کی پونی چھ رتی چاندی ہو تو ایکرو پیسہ کی کتنی آدگیں حل۔ پونے چھ کا دو گنا ساڑھے گیا رہ یعنی ساڑھے گیا رہ ماشے ایک روپیہ کی چاندی۔

اجناس و دیگر اشیا وغیرہ

اگر ایکرو پیسہ کی کئی من چیز ہو تو ایک آنہ کی معلوم کر نیکارگر

(۱) ایکرو پیسہ کے جتنے من۔ آنہ کے اتنے ڈھیے (یعنی ڈھائی سیر)

مثال (۱) اگر ایکرو پیسہ کی ۴ من لکڑی ہو تو ایک آنہ کی کتنی آدگیں۔

حل۔ ۴ من کے ۴ ڈھیے یعنی ۱۰ سیر ایک آنہ کی۔

ایک آنہ کی جنس سے ایکرو پیسہ کی پہلانے کا گر

(۲) ایک آنہ کے جتنے ڈھیے اتنے ہی من ایکرو پیسہ کے جانو۔

مثال (۲) اگر ایک آنہ کی ۵ سیر جنس ہو تو ایکرو پیسہ کی کتنی ہوگی

حل۔ ۱۰ سیر کے چار ڈھیے۔ یعنی چار من ایکرو پیسہ کی ہوگی۔

اگر کئی روپیوں کی من جنس ہو تو ڈھائی سیر کے معلوم کر نیکارگر

(۳) جتنے روپیوں کی ایک من اُٹنے آنون کی ڈھائی سیر جانو۔

مثال (۳) اگر ۳ روپیوں کا ایک من ہو تو ڈھائی سیر کی کیا قیمت ہوگی ؟

حل۔ ۳ روپیہ کے ۳۸ آنے۔ یعنی ۲ روپیہ ۶ آنہ کا ایک ڈھیا۔

ایک من کی قیمت سے ایک سیر کی قیمت معلوم کرینگا  
(۴) من کی قیمت کو دو گنا کر کے پانچ پر بانٹو اور حاصل کو آنے سمجھ کر ایک سیر کی قیمت جانو۔

مثال (۴) اگر ایک من کی قیمت ۲۰ روپیہ ہو تو ایک سیر کی کیا قیمت ہوگی ؟

حل۔ ۲۰ کا دو گنا ۴۰۔ ۴۰ کا پانچواں حصہ ۸۔ یعنی ۸ آنہ ایک سیر کی قیمت  
ایک سیر کی قیمت سے من کی قیمت معلوم کرینگا

(۵) جتنے آنے ایک سیر کی قیمت ہوں انکو ڈھائی گنا کر دو اور حاصل کو روپیہ سمجھ کر ایک من کی قیمت جانو۔

مثال (۵) اگر ۸ آنہ کی ایک سیر ہو تو من کی کیا قیمت ہوگی ؟

حل۔ ۸ کا ڈھائی گنا ۲۰۔ یعنی ۲ روپیہ ایک من کی قیمت۔

اگر ایک روپیہ کی کئی سیریں ہو تو آپس کی معلوم کرے گا

(۶) جتنے سیرایکروپیہ کی اتنی چھٹانک ایک آنہ کی۔

مثال (۶) اگر ایکروپیہ کی ۱۲ سیر ہو تو ایک آنہ کی کتنی ؟

حل - ۱۲ سیرایکروپیہ کی۔ یعنی ۱۲ چھٹانک ایک آنہ کی۔

ایک آنہ کی جنس سے ایکروپیہ کے بھاؤ کے معلوم کرنے کا گڑ

(۷) جتنی چھٹانکین ایک آنہ کی ہوں اتنے سیرایکروپیہ کی جانو

مثال (۷) اگر ایک آنہ کی ۱۳ چھٹانک تو ایکروپیہ کی کتنی ؟

حل - ۱۳ چھٹانک ایک آنہ کی۔ یعنی ایکروپیہ کی ۱۳ سیر۔

اگر ایک سیر کی کسی روپیہ قیمت ہو تو ایک چھٹانک کی قیمت معلوم کرنے کا گڑ

جتنے روپیوں کی ایک سیر اتنے آنوں کی ایک چھٹانک

مثال (۸) اگر ایک سیر کی قیمت ۵ روپیہ ہو تو ایک چھٹانک کی کیا قیمت ہوگی ؟

حل - ۵ روپیہ ایک سیر کی۔ یعنی ۵ آنہ ایک چھٹانک کی۔

اگر ایک چھٹانک کی قیمت معلوم ہو تو اس سے ایک سیر کی قیمت معلوم کرنے کا گڑ

(۹) جتنے آنوں کی ایک چھٹانک اتنے روپیوں کا ایک سیر

مثال (۹) اگر ایک چھٹانک کے ۲ آنہ ہوں تو ایک سیر کے کیا دام ہونگے ؟

حل - چھٹانک کے ۲ آنہ ۲ روپیہ یعنی ایک سیر کے ۲ روپیہ۔

## نرخ ادویات پیماسی

اگر ایک روپیہ کی کئی تولیے چیز ہو تو اس سے ایک آنہ کی چیز معلوم کر نیکارگر  
(۱) جتنے تولیے ایک روپیہ کے آنکو گنا کر کے ۴ پر بانٹو۔ اور حاصل کو ایک  
آنہ کے ماشے جانو۔

مثال (۱) اگر ایک روپیہ کی ۴ تولیے چیز ہو تو ایک آنہ کی کتنی آویگی ؟  
حل ۴ کا گنا ۱۲-۲ کو ۴ پر تقسیم کرنے سے ۳ حاصل ہوئے۔ یعنی  
ایک آنہ کے ۳ ماشے آویگی۔

ایک آنہ سے ایک روپیہ کی چیز معلوم کر نیکارگر  
(۲) جتنے ماشے ایک آنہ کے آنکو چوگنا کر کے ۳ پر بانٹو اور حاصل کو  
ایک روپیہ کے تولیے جانو۔

مثال (۲) اگر ایک آنہ کی تین ماشے ہو تو ایک روپیہ کی کتنی آویگی ؟  
حل ۳ ماشے کا چوگنا ۱۲-۲ کو ۳ پر تقسیم کرنے سے ۴ حاصل ہوئے  
یعنی ایک روپیہ کے ۴ تولیے۔



## نرخ کپڑا وغیرہ

اگر ایک روپیہ کا کئی گز کپڑا ہو تو اُس سے ایک آنہ کا معلوم کر لیا جائے گا۔  
(۱) جتنے گز ایک روپیہ کا کتنی گزہ ایک آنہ کی۔

مثال (۱) اگر ایک روپیہ کا پونے پانچ گز کپڑا ہو تو ایک آنہ کا کتنا آئیگا۔  
حل۔ ایک روپیہ کا پونے پانچ گز۔ پونے پانچ گز کی پونی پانچ گزہ یعنی  
ایک آنہ کی پونی پانچ گزہ۔

ایک آنہ سے ایک روپیہ کا کپڑا معلوم کرنے کا گز۔  
(۲) جتنی گزہ ایک آنہ کی اُستے گز ایک روپیہ کی جانو۔

مثال (۲) اگر ایک آنہ کا پونی پانچ گزہ کپڑا ہو تو ایک روپیہ کا کتنا آئیگا۔  
حل۔ ایک آنہ کی پونی پانچ گزہ۔ یا پونی پانچ گزہ کے پونے پانچ  
گز۔ یعنی ایک روپیہ کا پونے پانچ گز کپڑا آئیگا۔

اگر کئی روپیوں کا ایک گز کپڑا ہو تو ایک گزہ کا معلوم کر لیا جائے گا۔  
(۳) جتنے روپیوں کا ایک گز اُستے آنوں کی ایک گزہ۔

مثال (۳) اگر پونے پانچ روپیوں کی ایک گز بانٹ آوے تو

ایک گره کی کیا قیمت ہوگی ؟

حل۔ ایک گز کے پونے پانچ روپیہ۔ پونے پانچ روپیہ کے پونے پانچ آنے۔ یعنی ایک گره کے پونے پانچ آنے ہوئے۔

اگر ایک گره کی قیمت معلوم ہو تو اس سے ایک گز کی قیمت معلوم کر لیا کر

(۴) جتنے آنوں کی ایک گره اتنے روپیوں کا ایک گز جانو

مثال۔ (۴) اگر ایک گره کی پونے پانچ آنے قیمت ہو تو ایک گز کی کیا ہوگی ؟

حل۔ پونے پانچ آنے ایک گره کے۔ پونے پانچ آنوں کے پونے پانچ روپے ہوئے۔ یعنی پونے پانچ روپیہ ایک گز کی قیمت ہوئی۔

## پہاڑے

ایک	پونا	پونا	سات	پونے	سوا پانچ
دو	پونے	ڈیڑہ	آٹھ	پونے	چھ
تین	پونے	سوادو	نو	پونے	پونے سات
چار	پونے	تین	دس	پونے	ساتھ سات
پانچ	پونے	پونے چار	گیارہ	پونے	سوا آٹھ
چھ	پونے	ساتھ چار	بارہ	پونے	نو



تیرہ	پونے	پونے دس	سات	سوائے	پونے نو
چودہ	پونے	ساتھ دس	آٹھ	سوائے	دس
پندرہ	پونے	سوا گیارہ	نو	سوائے	سوا گیارہ
سولہ	پونے	بارہ	دس	سوائے	ساتھ بارہ
سترہ	پونے	پونے تیرہ	گیارہ	سوائے	پونے چودہ
اٹھارہ	پونے	ساتھ تیرہ	بارہ	سوائے	پندرہ
انیس	پونے	سوا چودہ	تیرہ	سوائے	سوا سولہ
بیس	پونے	پندرہ	چودہ	سوائے	ساتھ سترہ
❖					
ایک	سوا یا	سوا یا	سولہ	سوائے	بیس
دو	سوائے	ڈھائی	سترہ	سوائے	سوا اکیس
تین	سوائے	پونے چار	اٹھارہ	سوائے	ساتھ بیس
چار	سوائے	پانچ	انیس	سوائے	پونے چوبیس
پانچ	سوائے	سوا چھ	بیس	سوائے	بچیس
چھ	سوائے	ساتھ سات	❖		

ایک	ڈیوڑھا	ڈیوڑھا	سولہ	ڈیوڑھی	چوبیس
دو	ڈیوڑھے	تین	سترہ	ڈیوڑھی	ساڑھی بکچیں
تین	ڈیوڑھے	ساڑھی چار	اٹھارہ	ڈیوڑھی	ستائیس
چار	ڈیوڑھی	چھ	اونیس	ڈیوڑھی	ساڑھی اٹھار
پانچ	ڈیوڑھی	ساڑھی سات	بیس	ڈیوڑھی	تیس
چھ	ڈیوڑھی	نو			
سات	ڈیوڑھی	ساڑھی دس	ایک	ڈھایا	ڈھایا
آٹھ	ڈیوڑھی	بارہ	دو	ڈھائے	پانچ
نو	ڈیوڑھی	ساڑھی تیرہ	تین	ڈھائے	ساڑھی سات
دس	ڈیوڑھی	پندرہ	چار	ڈھائے	دس
گیارہ	ڈیوڑھی	ساڑھی سولہ	پانچ	ڈھائے	ساڑھی بارہ
بارہ	ڈیوڑھی	اٹھارہ	چھ	ڈھائے	پندرہ
تیرہ	ڈیوڑھی	ساڑھی انیس	سات	ڈھائے	ساڑھی سترہ
چودہ	ڈیوڑھی	اکیس	آٹھ	ڈھائے	بیس
پندرہ	ڈیوڑھی	ساڑھی بیس	نو	ڈھائے	ساڑھی بیس

دس	دھائے	پچیس	سولہ	دھائے	چالیس
گیارہ	دھائے	سارہو شایر	سترہ	دھائے	سارہو سیار
بارہ	دھائے	تیس	اٹھارہ	دھائے	پنتالیس
تیرہ	دھائے	سارہو بتیس	انیس	دھائے	سارہو پنتالیس
چودہ	دھائے	پننیس	بیس	دھائے	پچاس
پندرہ	دھائے	سارہو پننیس			



## تیاری امتحان

جب سال شروع ہوتا ہے تو بعض طلباء یہ کہتے ہیں ابھی تو برس پڑا ہے تیاری کر لینگے۔ جب ایک مہینہ گزر گیا تو پھر کہتے ہیں ابھی گیارہ مہینے ہیں۔ جب دوسرا مہینہ بھی گزر جاتا ہے تو پھر کہتے ہیں ابھی دس مہینے باقی ہیں۔ غرض اس طرح کے فقرے کہتے کہتے جب چند ماہ باقی رہ جاتے ہیں تو پھر انکی آنکھیں کھلتی ہیں اور پھر اس کثرت سے تیاری امتحان میں مصروف ہوتے ہیں کہ نہ دن کو فرصت ہے اور

رات کو آرام ہے۔ والدین دیگر عزیز و اقارب اس قدر محنت کو دیکھ کر  
 بڑے خوش ہوتے ہیں اور چرچا ہونے لگتا ہے کہ فلانا لڑکا فلاں نے  
 کا بیٹا بڑا معنی ہے۔ رات دن پڑھتا رہتا ہے۔ نتیجہ اس محنت کا یہ  
 ہوتا ہے کہ لڑکا اپنی طاقت سے بہت زیادہ محنت کرنے کے باعث  
 جھٹ پیار پڑ جاتا ہے پھر تیاری ہو سکتی ہے اور نہ محنت بہتی ہے  
 مجبوری سے شامل امتحان ہو کر فیل ہو جاتا ہے۔ اسکی مثال یہ ہے  
 کہ ایک اونٹ، من بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ چھ مہینے اس سے کوئی کام  
 بوجھ اٹھانے کا نہ لو۔ اور پھر بجائے، من کے ۳۰ یا ۴۰ من بوجھ اسکی  
 پیٹھ پر رکھو اور یہ کہو کہ اتنا بوجھ ہم اس واسطے لاتے ہیں کہ چھ مہینے  
 اس سے کام نہیں لیا۔ یہ چھ مہینے کام نہ لینا ہماری اپنی غلطی ہے۔ اور اونٹ  
 جسکی طاقت صرف، من بوجھ اٹھانے کی ہے وہ کیونکر ۴۰ من بوجھ  
 اٹھا سکتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اونٹ پیٹھ جائیگا اور کبھی منزل مقصود  
 پر نہ پہنچے گا۔ تیاری امتحان کے لئے یہ مناسب ہے کہ جب سال شروع  
 ہو اسی وقت سے تیاری بھی شروع کر دو اور بتدیج اطمینان سے  
 نئے پڑھے ہوئے مضمون کو یاد کرو۔ اور آموختہ کو بھی ساتھ ساتھ

و ہر اتنے رہو۔ انضباط اوقات کی پیروی کرنے سے کبھی خد انخواستہ  
 بیماری وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ ایک فارسی قول ہے کہ کارامروز  
 بہ فردا گذارہ۔ اسکو بھی خوشخط لکھ کر انضباط اوقات سے ذرا اویسیان  
 کر دو۔ اور اس پر عمل کر کے دیکھو تو کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر نتیجہ اچھا نہ ہو تو  
 چھوڑو۔ مینا پنجاب میں طلباء کا یہ قاعدہ ہے کہ گرمی کے موسم میں تو  
 ایک بجے سے لیکر شام تک پڑھتے ہیں اور سردی میں رات کو بجے  
 سے لیکر ۱۱ یا ۱۲ یا بعض اوقات ایک بجے تک بھی پڑھتے ہیں۔ میرے  
 نزدیک دونوں موصوں کے تعلیمی اوقات کی مقدار اصلاح طلب میں۔  
 اول یہ کہ گرمی میں کھانا کھا کر پڑھنے کے لئے بیٹھنے سے پہلے مناسب  
 ہے کہ آدھا گھنٹہ یا پون گھنٹہ سو جاؤ۔ اس میں ایک یہ فائدہ ہے کہ ۱۲  
 بجے کے بعد جو وقت سخت گرمی کا ہوتا ہے وہ گزر جاتا ہے۔ دوسرا  
 یہ کہ صبح سے لیکر ۱۲ بجے تک جو پڑھائی کی کوفت ہوتی ہے وہ مقدار  
 آرام ملنے سے جاتی رہتی ہے طالب علم تازہ دم ہو کر خوب محنت کر سکتا  
 ہے۔ ڈیڑھ یا دو بجے سے لیکر جب تک تمام مضمون پورے نہ ہوں لیکر  
 پڑھتے رہو۔ سردی کے موسم میں یہ ہونا چاہیے کہ جس وقت چار بجے

در سے آؤ اسوقت اگر گھر میں روٹی تیار ہو تو اُسکو کھاؤ۔ روٹی کھاتو  
 ہی شہر کے باہر سڑک پر ہوا خورسی کو چلے جاؤ۔ ڈیڑھ یا حد و گھنٹہ خوب  
 ہوا خورسی کر کے واپس آ جاؤ۔ اور آتے ہی سو جاؤ۔ پھر رات کو ۲ بجے  
 کے بعد اٹھ کر پڑھو۔ پہلے وقت پڑھنے میں یہ قیامت ہے کہ اول تو  
 دن بھر کی کوئت۔ دوم کھانے کی غنودگی۔ سوم ہوا خورسی کا نکان یہ  
 تینوں چیزیں ایک طرف۔ مضامین کی کثرت دوسری طرف۔ بیچ میں  
 بیچارہ طالب علم یہ چاہتا ہے کہ ان سب مضمونوں کو یاد کر کے اٹھے  
 مگر پہلی تینوں چیزیں غالباً جاتی ہیں اور لاچار طبیعت سونے کی  
 طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اسکا یہی علاج ہے کہ پہلے وقت باہر سواتے  
 ہی اگر چار بجے کھانا نہ کھایا ہو تو کھا کر سو رہو۔ اور پچھلی رات کو اٹھ کر پڑھو  
 پانچ چھ روز ذرا تکلیف ہوتی ہے۔ اور جب عادت ہو جائے تو پھر  
 خود بخود نیند گھل جاتی ہے۔ یہ وقت غور اور فکر کے واسطے سب وقتوں  
 سے بہتر ہے۔ تو اے انسانی حالت اعتدال میں ہوتے ہیں ایسے وقت میں  
 جو کچھ پڑا جائے دل و دماغ اُسکو اچھی طرح سے قبول کرتا ہے۔

## امتحان ہونے

یہ جو تحریری یا تقریری امتحان ہو، سو نین ہو، تہمین یہ سندی امتحانوں کیواسطے گویا شش ہوتے ہیں۔ انکو بڑا ستر، سا تیر، چار تیر، اور انکے لئے خوب استعدادی سے تیاری کرنی چاہئے۔ یہ یاد رکھو کہ بڑا ستر کے ان امتحانوں میں اچھے نہیں نکلتے وہ کہیں ممکن نہیں کہ سندی امتحان میں کامیاب ہوں یا اچھے نکلیں۔ اس میں اور سندی امتحان میں صرف ہفتہ فرق سمجھنا چاہئے کہ سندی میں سندی سب سے بڑا کچھ نہیں۔ فارسی اور انگریزی کا غذات پینے اور نام وغیرہ لکھنے کی ترکیب اپنے ماسٹر واج سے پوچھ کر خوب ذہن نشین کرنی چاہئے اور یہ وقت امتحان اسکول میں لانا چاہئے۔

## امتحان سندی

جب تم امتحان کے کمرہ میں آکر بیٹھو تو امور ذیل کا بڑا خیال رکھو کیونکہ انہر کامیابی کا مدار ہے۔

## اول نخطی

اکثر طلباء بدخط ہونے کے سبب امتحان میں کامیاب نہیں ہوتے۔ امتحان کی خوشنودی حاصل کرنے کا خوشخطی بھی بڑا ذریعہ ہے۔ جب امتحان صاف اور واضح لکھے ہوئے جوابات دیکھیں گے تو انکی طبیعت خواہ مخواہ خوش ہوگی اور نمبر بھی کافی دیں گے۔ بر خلاف اسکے جب وہ بدخط لکھے ہوئے جوابات یا ٹیڑھی سطریں لکھی ہوں۔ دیکھیں گے تو دوق ہو کر بیشک کم نمبر دیں گے۔ سطر بندی کے واسطے میری دہشت میں یہ بات لازم ہے کہ ایک سطر جسکو انگریزی میں بلیک لائن کہتے ہیں کا غصہ نیچے رکھی جائے۔ اس پر کاغذ کھکھکھنے سے کبھی سطر ٹیڑھی نہیں آتیں بشرطیکہ وہ سطر خود ٹیڑھی نہ ہو۔ اس سطر کے بنانے کی ترتیب یہ ہے کہ صفحہ کے اوپر کی طرف ایک انچ یا کچھ زیادہ سفیدی چھوڑ کر موٹی موٹی سیاہ لکیریں نصف نصف انچ کے فاصلہ پر کاغذ کے عرض میں کھینچ لینی چاہئیں۔ انگریزی جوابات کی واسطے جو سطر ہو اسکا حاشیہ ڈیڑھ انچ بائیں طرف سے چھوڑ کر لکیریں کھینچنی چاہئیں۔ اور فارسی جوابات کی واسطے صرف اس قدر فرق ہونا چاہئے کہ سطر پر دہن اور بائیں



ہر دو طرف پون پون اینچ کی جگہ چھوڑ کر گیرین ہوں۔ یہ بات اس واسطے  
 لکھی گئی ہے کہ انگریزی تحریر کو واسطے بائین طرف ڈیڑھ اینچ شکن ڈال کر  
 کھا کرتے ہیں اور فارسی کاغذات کو دونوں طرف شکن ہوتی ہے۔

تحریر نہ تو ایسی گنجان ہوتی چاہئے کہ الفاظ ایک دوسرے سے مل جائیں۔ اور  
 نہ ایسے دور دور ہوں کہ پڑھنے میں وقت ہو۔ اور نہ ایسے ہوں کہ ابھی  
 طرح پڑھے نہ جائیں۔ اگر نفیض سی غلطی ہو تو اسکو درست کر دو۔

## دوم نہتی کرنا

فارسی کاغذات کو اوپر کے دائیں کونے پر نہتی کرنا چاہئے اور انگریزی کاغذات  
 کو بائیں طرف اوپر والے کونے پر نہتی کرنا چاہئے۔ یہ احتیاط ضروری ہو کہ ناگذا  
 کاغذ کے کنارہ کے بہت قریب نہ ہو بلکہ کچھ فاصلہ پر ہو کہ جب متمن کاغذات کو  
 انگریزیکہ میں تو نہتی کھل نہ جائے۔

## سوم کاغذات تہ کر کے نام لکھنا

جب کاغذات کو نہتی کر لو تو پھر انکو بڑی احتیاط سے موافق قاعدہ کے تہ کر دو  
 اور پھر تہ شدہ کاغذ کے عرض میں نام لکھو نہ کہ طول میں جو بالکل بے قاعدہ  
 ہے۔ اپنا پورا نام مع نام مدرسہ و نام مضمون و تاریخ وغیرہ لکھو۔ اور اگر کوئی

اور تمہارا ہمنام لڑکا تہاری ہی جماعت کا شریک امتحان ہو تو پھر پانا نام  
بڑی احتیاط سے لکھنا چاہئے۔ خود وکلان یا کوئی اور پتہ و نشان  
جو مشہور ہو تو وہ بھی نام کے ساتھ لکھنا ضروری ہے۔

## چہارم قلم و اوت

انگریزی قلم تو ایک بھی کافی ہے مگر قلم کئی ایک ہونے چاہئیں جب تک  
خراب ہو جائے تو فوراً بدل لیا کرو۔ فارسی قلمیں متعدد ہونی چاہئیں  
ایک دو قلم اوسط یعنی نہ باریک اور نہ موٹی پیشانیان لکھنے کے واسطے  
چاہئیں۔ اگر کوئی خراب ہو جائے یا ٹوٹ جائے تو پھر وقت نہ بڑے  
فارسی و اوت اگر گاڑھی ہو تو اسکے ساتھ کبھی جلدی نہیں لکھا جاتا۔  
پانی ڈال کر ضرور تیلی کر لینی چاہئے۔

## پہنجم ترتیب جوابات

جوابات حساب کی واسطے یہ بات ضروری ہے کہ ایک سوال کا جواب دو  
حل ایک کاغذ پر۔ اور اگر کوئی سوال لیا ہو تو اسکو دو پر لکھو علی القیاس  
اگ لگ کاغذوں پر جوابات کا لکھا جانا بہت مفید ہے۔ میری دوست  
میں سب مضامین کے لئے یہ بات اچھی ہے۔ اس میں کاغذ زیادہ خرچ ہوتا ہے

سوال کا کچھ مضائقہ نہیں۔ فیس جو تم دیتے ہو وہ اسی خرچہ اور مقننون کی اجرت کی واسطے ہوتی ہے۔ ایک دفعہ پر کسی جواب دہ کو پتہ نہ پہنچا ہونے چاہئیں جب جوابات بیت مختصر ہوں ورنہ کچھ ضرورت نہیں مگر ایسے موقع کی واسطے یہ بھی ضرور ہے کہ نسب ایک جواب بتا دے۔ تو دوسرا جواب کچھ فاصلہ چھوڑ کر لکھنا چاہئے تاکہ ایک جواب دوسرے کے ساتھ ملا ہوا معلوم ہو۔

### مشاورت و تنقید پر جواب

سب سے پہلے تمام سوالات کو خوب غور کے ساتھ پڑھ جاؤ، چٹرن والوں پر نشان کرو جنکے جواب تم اپنی دانست میں بخوبی دے سکتے ہو۔ اور شکل سوالات کو پچھلے وقت کی واسطے رکھو جو طلباء پہلے ہی شکل سوالات کو جوابوں کے حل کرنے میں اپنا وقت کھو دیتے ہیں وہ عموماً ضل ہو جاتے ہیں۔ غرض شکل سوالات کا پہلے تذکرہ کرنا بڑا خطرناک ہے یہ ہرگز نہیں چاہیے اگر تمام آسان سوالوں کے جواب لکھے ہوئے موجود ہوں تو کتنی بڑی اطمینان کی بات ہے۔ اُن سے جو وقت بچے وہ بیشک شکل سوالوں پر خرچ کرے۔ پھر انہیں سے جس قدر حل ہو جاویں وہی غنیمت ہیں۔ ان میں

بھی ضروری ہے کہ جس سوال کا جواب تم نے پہلے لکھا ہے اُس کا نمبر حاشیہ  
 پہ درج کرو جو کا نمبر ہو یہ نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی نمبر لکھو۔ مثلاً سوال نمبر ۱۰ کا تم  
 اگر جواب دینا چاہو تو جواب کا بھی نمبر حاشیہ پر ۱۰ ہی لکھو۔ نیز جوابات فارسی  
 یا انگریزی مفہوم کے ایک ہی طرف لکھے جانے چاہئیں۔ اسی ترتیب سے باقی  
 سوالات کے جواب تحریر کرو۔ مگر جب تمام جوابات لکھ چکے ہو اور کاغذات کی ترتیب  
 کرنے لگو تو پھر ان کے باقی ماندہ طور پر ایک کو دوسرے کے بعد ترتیب دے مثلاً  
 پہلے کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور اگر جو تھانہ ہو تو پھر تیسرا  
 کے بعد چارواں۔ علیٰ ہذا القیاس بعض اڑکے جنکی مزاج میں صفائی نہیں  
 ہوتی وہ غلط لکھے ہوئے الفاظ کو انگلیوں سے مٹا دیتے ہیں۔ یہ بہت بُری  
 عادت ہے اس سے بچنا چاہئے۔ صفحہ پر کوئی داغ یا دھبہ نہ لگنے دینا چاہیو  
 رومال سے ہاتھوں کو صاف کر کے لکھتے ہیں مصروف ہونا چاہئے۔ اگر اتفاقاً  
 سے ہاتھ کو سنا ہی لگ جاوے تو فوراً رومال سے پونچھ دو۔ اگر کوئی سطر  
 غلط لکھی جاوے تو اُس کو اس طرح قلم زد کرو کہ ایک لکیر میں اُس کے پچھون بیچ  
 کھینچ دو۔ یہ نہیں کہ اُس کے اوپر یا نیچے کی طرف لکیر کھینچو۔ انگریزی میں  
 اگر کسی لفظ یا سطر کے نیچے لکیر کھینچی ہوئی ہو تو اُس سے یہ مراد ہوتی ہے

کہ اُس لفظ یا سطر پر مصنف نے زیادہ زور دیا ہے۔

## ہفتم نظر ثانی

جب تمام سوالات کے جواب لکھے چکے تو چند منٹ پہلے تحریر چھوڑ دو۔ اور لکھے ہوئے جوابات پر نظر ثانی کرو۔ جو خفیف غلطی ہو گئی ہو اُس کو درست کر دو۔ پھر سب کاغذات کو بہ ترتیب تمام بڑی احتیاط سے نتھی کرو اور موافق قاعدہ مقررہ ہر کمرے کے صاحب ہتھم کے حوالے کر دو۔

## دیکر امور ضروری

مستحق کے نام کوئی رقعہ وغیرہ نہیں لکھنا چاہئے۔ یہ حرکت نہ صرف میسود ہے بلکہ اس میں بے تمیزی پائی جاتی ہے۔

سنسکرت کا کوئی خلوک یا عربی کا کوئی فقرہ جس سے استقامت از خدا مفہوم ہو ہرگز امتحان کے کاغذات پر نہ لکھنا چاہئے۔ یہ امر بالکل بے محل ہے۔ اس قسم کی باتیں دہرم یا ایمان سے متعلق ہیں۔ انکو اپنے دل میں بیشک جگہ دو اور بعد قیام دل خدا سے مدد مانگو۔ ہر ایک نیک کام میں بہت خود کرو۔ اور مدد خدا سے مانگو۔ مگر دل میں نہ کہ کاغذات امتحان پر۔ یہ الفاظ کبھی نہ لکھو میرے استاد نے یہ بات یوں ہی بتائی تھی یا میری دانست میں یوں ہے

یہ بھی فضول ہیں۔ تیار کیا کام ہے کہ سوالات کے جوابات کو رٹنا شروع کر دے۔  
 شکریہ ہو ناٹری ہیو د گریٹ

## ایک دوسرے سے نقل کرنا

اس بات کو بچہ بچہ جانتا ہے کہ امتحان کے وقت ایک دوسرے سے نقل کرنا  
 کرنا ایسی بُری حرکت ہے کہ نقل کرنے والا اور جس سے نقل کیا جائے  
 دونوں بڑے فوراً کمرہ امتحان سے باہر نکالے جاتے ہیں تاہم بعض طلبہ  
 اچھے حصے تیار اور امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور اس حرکت کے  
 باعث تباہ ہو جاتے ہیں۔ اس حرکت کو چھوڑ دو۔ نہ مانتا اسے۔  
 اس سے بڑھ کر کیا نقصان ہو سکتا ہے کہ ذرا سی بات پر ایک برس کی  
 سنت ماحض مناع ہو جائے۔ اگر کوئی لڑکا اشارہ سے تم کو تیلانے کے  
 واسطے مجبور کرے اور باز نہ آئے تو اس وقت اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر  
 صاحب سپرنٹنڈنٹ امتحان کی خدمت میں رپورٹ کرو کہ ظان لڑکا  
 مجھے دق کرتا ہے اور بار بار پوچھتا ہے اسکو بٹھایا جاوے۔

علاوہ ان امور کے ایک بڑا نقصان نقل کرنے میں یہ ہے کہ دوسرا طالب علم  
 شاید غلط لکھ رہا ہو اور نقل کرنے والا اسکی پیروی سے اپنا صحیح مضمون بھول کر کھو بیٹھو

## کامیابی امتحان

جب طلباء امتحان دیکر فارغ ہو جاتے ہیں تو انکی طبیعت کی عجیب کیفیت ہوتی ہے  
اپنی طرف سے تو وہ یہ چاہتے ہیں کہ ادھر امتحان دین اور ہر نتیجہ کمال آوے  
دو۔ چار۔ دس ہوں تو یہ بھی ہو جائے۔ مگر جب سیکڑوں یا ہزاروں طالب علم  
ہوں تو یہ کہہ کر ہو سکے غرض نتیجہ برآمد ہونے سے پہلے عجیب بیقرار سی ہوتی  
ہے۔ کبھی اپنے اپنے پرچوں کے نمبر شمار کر کے اپنے آپ کو پاس کرتے ہیں  
اور کبھی اپنے ہی قیاس کے بموجب فیمل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح کرتے کرتے  
آخر کو ایک روز نتیجہ کمال آتا ہے۔ پھر جو طلباء کامیاب ہوتے ہیں مارے خوشی  
کے انکے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے۔ سچ یہ ہے کہ امتحان کی کامیابی کی خوشی  
ہوتی ہے اسکو دہی خوب جانتا ہے جسے تیاری امتحان کی زحمت اٹھانی  
ہو۔ دوسرے کو کیا معلوم۔ کامیابی وہ چیز ہے کہ طلباء کے بدن میں سیردن خون  
آ جاتا ہے۔ ہمت اور حوصلہ میں علو پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس کئی لڑکے  
چھوٹے چھوٹے امتحان پاس کر کے اٹھ دھو کر نوکری کے پیچھے پڑ جاتے  
ہیں۔ انجام کار چھوٹی موٹی نوکری انکو لجاتی ہے پھر ساری عمر اسی پر پڑے

رہتے ہیں۔ انکو یہ چاہئے کہ جہانگیر ہو سکے اعلیٰ اعلیٰ امتحان پاس کریں اور پھر روزگار کرنے کا نام لیں۔ انگریزی میں ایک مثل ہے جسکے یہ معنی ہیں  
 دیکھا کہ مل سے تھوڑا پیدا کر دیا تو ہوا علم خطرناک چیز ہے۔

## ناکامی امتحان

جو طلباء کہ امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں وہ تو خوشیاں مناتے پھرتے ہیں اور جو بیچارے ناکام ہوتے ہیں وہ گویا سوگوار پھرتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ ناکامی کا رنج دونوں قسم کے طلباء کو ہوتا ہے۔ مثلاً جو خوب تیاری کر کے امتحان میں بیٹھے، ورا اتفاق سے فیل ہو جائے اسکو تو ضرور ہی افسوس ہونا چاہئے۔ اور جو بن تیاری شامل امتحان ہو جاتے ہیں انکو ایک تو ناکامی کے نقطہ سے رنج ہوتا ہے۔ اور دوم اس واسطے رنج ہوتا ہے کہ تیاری کر کے کیون نہ بیٹھے۔ اگر تیاری کر کے بیٹھتے تو پاس ہو جاتے۔ ناکامی کا مصد خداوند کریم کسی کو بھی نہ دکھلائے۔ اس موقع پر زیادہ افسوس آتا ہے کہ جب نالایق لڑکے جن پر بالکل توقع کامیابی کی نہ ہو وہ تو پاس ہو جائیں اور جو سال بھر محنت کرتے ہیں اور جماعت میں اور نیز مشقی امتحانوں میں



اچھے رہیں وہ بیچارے فیل ہو جائیں اسکا باعث یہ ہوتا ہے کہ لائق طلباء  
 بیچارے کسی باعث سے عین امتحان کی وقت گھبرا جاتے ہیں اور کچھ لکھ  
 نہیں سکتے۔ دوسروں کے حواس برقرار رہے جو سوال ہوئے انکا اچھا  
 بُرا جواب دیدیا پاس ہو گئے۔ غرض اضطراب اور غم کچھ فائدہ نہیں دیتے  
 ناکامی کا علاج یہی ہے کہ پھر کمر ہمت باندھو اور دوبارہ تیاری امتحان کے  
 لئے ڈٹ جاؤ۔ جو طلباء غم و افسوس میں رہتے ہیں انکا سال بھی گز جاتا  
 ہے اور وہ دوبارہ فیل ہو جاتے ہیں۔ اور جو اضطراب اور بے قراری کو لات  
 مار کر پھر تیاری میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ عنایت الہی سے دوسرے سال  
 یقیناً کامیاب ہوتے ہیں۔ ناکامی کا بہت کچھ خیال ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ اگر  
 تمام ملک میں صرف ایک لڑکا فیل ہو جاوے تو وہ جیسقدر افسوس کرے بجا  
 ہے۔ مگر فیل ہو جانا ایک تمہارے ساتھ نہیں ہے صد لڑکے فیل ہوتے  
 ہیں۔ اپنے ہی سکول کے لڑکوں کا خیال کر دو کیسے کیسے لائق طالب علم اتفاقاً  
 فیل ہو گئے مگر پھر محنتیں کر کے دوبارہ کامیاب ہوئے۔ بس اٹھو اور کمر ہمت  
 باندھو اور غم و غصہ کو کبھی نزدیک بھی نہ پہنچنے نہ دو۔ ہمت مردانہ و خداوندانہ  
 اللہ دوسرے سال تعریف سے کامیاب ہو گئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

## نشا

بہر کار سے کہ بہت بستہ گرد دہ۔ اگر چار لوگ دہ بستہ گرد دہ

## خوشخطی

عربی زبان میں مثل ہے کہ خوشخطی امیر کے واسطے جمال ہے اور غریب کی واسطے مال ہے فی الحقیقت یہ سچ ہے۔ اگر امیر آدمی خوشخط ہو تو اس کے واسطے زیور ہے۔ اور اگر غریب خوشخط ہو تو اس کے واسطے وجہ معاش ہے۔ فی نکائنا ہزاروں آدمی فقط خوشخطی کے ذریعہ اپنی اوقات بسر کرتے ہیں۔ کچھ یون میں نقل نویس اور انگریزی دفاتر میں کاپی اسٹ صرف خوشخطی کی بدولت بڑی بڑی تنخواہیں دیتے ہیں۔ جن طلباء کو فارسی کی محترری یا انگریزی کی کلاس کی کرنی ہو ان کے واسطے یہ امر ضروری ہے کہ وہ اپنے وقت کا بہت بڑا حصہ امور ذیل پر خرچ کریں۔ خوشخطی۔ زود نویسی۔ اتشار۔ املاء۔ طویل عبارت کا خلاصہ کرنا اور مختصر عبارت کو شیعہ کرنا۔ کارروائی مضامین کے متعلق جس قدر رسالے انگریزی یا فارسی نوآموزوں یا امیدواروں کے واسطے لکھے گئے ہیں تقریباً ان سب کو دیکھنا۔ جو طلباء ان ضروریات

کے بغیر دفتر یا کچہری کی نوکری کے خواہان ہوتے ہیں انکو نالائقی کا بہت  
 لفظ اپنی نسبت سنا پڑتا ہے۔ اور جو ان ضروریات کو پورا کر کے دفاتروں  
 کی ملازمت کی خواہش رکھیں گے وہ انشاء اللہ کبھی نالائقی نہ کہلا سکیں گے  
 یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض طلباء صرف بخطی کے باعث امتحان میں کامیاب  
 نہیں ہوتے۔ یہ ماننا کہ امتحان کے واسطے جن مضامین کو تمہیں تیار کرنا ہوتا  
 ہے ان سے فرصت بہت کم ملتی ہے مگر پھر بھی اس عیب کو دور کرنے  
 کے واسطے کوئی نہ کوئی دقت نکالنا چاہئے۔ خوشخطی کھے پڑھے کی واسطے بہت  
 بڑا جوہر ہے۔ اگر کوئی عبارت یا مضمون خوشخط لکھا ہوا ہو اسکو دیکھ کر خواہ  
 خواہ طبیعت خوش ہوتی ہے۔ اور بخط لکھے ہوئے کو دیکھ کر طبیعت بیزار  
 ہوتی ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ صفائی اور خوبصورتی انسان کو بالطبع مغرب  
 میں جو ڈل پاس شدہ طالب علم کچہریوں میں نوکری کی امید پر آتے  
 جاتے ہیں انکی بخطی کو دیکھ کر ہلکا رنالا لائق کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ اس میں  
 شک نہیں کہ ویسی مکاتب کے تعلیم یافتہ لوگوں میں سے اب بھی بعض  
 محکمہ سول میں ایسے موجود ہیں کہ جنکی لیاقت عربی و فارسی بہت اعلیٰ درجہ  
 کی ہے اور وہ لوگ اب بھی بڑی بڑی ذمہ داری کے کاموں اور مخزن رتبوں

مثلاً تحصیل داری بنصفی۔ اکسٹرا اسٹنٹی اور سب آرڈینٹ جی پر مامور ہیں اور اپنے اپنے فرائض منصبی کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں کہ کچھ سے تعلق رکھتا ہے۔ خوشحالی۔ زود نویسی۔ معاملہ فہمی۔ زود فہمی۔ کار براری اور کارگزاری اُن لوگوں پر ختم ہے۔ مگر ایسے چند ہی آدمی ہیں۔ اور عام طور پر مکاتب کے پڑھے ہوئے بہت مختصر استعداد کے ہوتے ہیں مگر پختہ خط ہوتے ہیں۔ رات دن کی مشق اور کثرت کے باعث رو بکارین۔ پروانے معمولی لکھ لیتے ہیں اور الفاظ ذیل انکو بہ سبب محاورے روزمرہ کے ازبیر ہوتے ہیں اور باوجود غلط اور غلط کے درمیان تنخواہ پانے کے اپنے برابر ریاست میں کسی کو نہیں سمجھتے انکی قابلیت ان الفاظ میں محدود ہوتی ہے۔ ترتیب۔ مرتب۔ تحصیل۔ کتل۔ اقدار۔ فوڈ۔ رسید۔ وصول۔ تصفیہ۔ نیماقی۔ باقی۔ تقاضا۔ تحصیل۔ محال۔ آمد۔ برآمد۔ رٹائی۔ بریت۔ وارنٹ۔ سمن۔ قرقی۔ مال۔ مسروقہ۔ مدعی۔ مدعا علیہ۔ مستغیث۔ مستغاث علیہ۔ اعتراض۔ کتاب۔ وثیقہ۔ تمسک۔ دائرہ مقدمہ۔ مجرم۔ مجرم۔ عقت۔ قید محض اور با مشقت۔ ہتک توہین گستاخی۔ رپورٹ۔ تقریر۔ موقوفی۔ سجائی۔ برطرفی۔ بالائی یافت نفع۔ نقصان۔ حماقت۔ اطلاع۔ مطلع۔ گواہ۔ خرچہ گواہان۔ طبلق۔ مختصر الف تہی

طلبانہ۔ فرد مثل۔ روئداد۔ بند سوال۔ فہرست۔ تعمیر۔ مرمت۔ پرویش۔  
 خاوندی۔ امتحان۔ مستقل۔ عارضی۔ انہار۔ علف۔ تمیل۔ عمل۔ تنبیہ۔ تنبیہ۔  
 ملزم۔ الزام۔ فرد قرار داد۔ جرم۔ خلاصہ۔ حکم۔ احکام۔ فیصلہ۔ چٹ۔ رہن۔  
 بیج۔ فروخت۔ نکال رہن۔ اپیلانٹ۔ سپانڈنٹ۔ سیشن سپرو۔ رقم۔ رقم۔  
 داخل۔ جمع۔ منسوخ۔ تنزل۔ ترقی۔ منقضی۔ غیر منقضی۔ امانت۔ ہدیون۔  
 ڈگریدار۔ ڈگری۔ اپیل۔ نظر ثانی۔ نگرانی۔ تعطیل۔ معطل۔ انہار۔ شہادت۔  
 قلمبند۔ نڈ۔ امانت۔ خیانت۔ مجرمانہ۔ طلب۔ مطلوب۔ دوران۔ کیفیت۔  
 صورت۔ ایسے ہی دو چار اور سمجھ لیجئے۔ ڈل پاس شدہ لڑکون کی نسبت  
 انداز اہلکاری کے ساتھ جو اسوقت دیکھنے کے لائق ہوتا ہے اور بیان  
 بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ڈل پاس شدہ نالائق ہوتے ہیں  
 کارروائی عدالت نہیں کر سکتے۔ اُنسے یہ پوچھنا چاہئے کہ آپ جب بغیر  
 کتب سے نکلے تھے اور نوکری کے ورپے ہوئے تھے اسوقت آپ کا کیا حال  
 تھا۔ ڈل پاس شدہ بیسیون باتیں علم آپ سے زیادہ جانتا ہے۔ باقی رہی  
 عدالت کی کارروائی سوائسکو آپ کی طرح وہ بھی عدالت میں رہ کر سیکھ جائیگا۔ آپ نے  
 اگرچہ ماہ میں سیکھی تھیں تو یہ ماہ اشار اللہ جیتے و دہیتے میں سیکھ لیگا۔ اور اگر

اسکے پیر بھی نہ جمنے دو گئے تو پھر بچا رہ گیا سیکھے گا۔ نوکری کے بارہ مہینہ بھی  
یہی لوگ مڈل پاس شدہ کی دال نہیں گلنے دیتے۔ مثلاً صاحب ڈپٹی کمشنر  
بہادر کے مان رپورٹ خوانی ہو رہی ہے۔ کسی تحصیلدار نے رپورٹ کی  
کہ سیاح نویس مر گیا ہے اور کما تحصیل میں ہرج ہو رہا ہے براہ خاوندی  
کوئی سیاح نویس مقرر فرمایا جاوے۔ ڈپٹی کمشنر جتنے یہ رپورٹ سستے ہی  
پوچھا کہ ذل ہر شتہ دار! کوئی امید وار ہے۔ سر شتہ دار نے جواب دیا  
خداوند و امید وار ہیں۔ ایک گنگا رام دوسرا گنپت رائے انہوں نے  
مڈل کا پاس کیا ہے غریب پرور گنگا رام پاس شدہ ہے اور گنپت رائے  
عرصہ ساٹھ چار سال سے امید وار ہے اور میجر ڈارنگٹن صاحب بہادر  
کیوقت دو دفعہ قائم مقام سیاح نویس رہ چکا ہے۔ غریب پرور سیاح نویسی  
کا کام بڑا نازک ہے کارکردہ کے سوا اسکا انجام ہوتا مشکل ہے۔ گنگا رام سند  
یافتہ تو ہے مگر کارکردہ نہیں۔ اب حضور کا اختیار ہے جبکہ حضور چاہیں مقرر  
فرما دیں۔ لاچار صاحب بہادر گنپت رائے کو مقرر کر دیتے ہیں اور مڈل  
پاس شدہ ناکام کمرہ سے باہر نکل آتا ہے۔ اپنے رشتہ دار کو تو وہ لوگ  
اس ڈھب سے نوکر کر دیتے ہیں اور غیروں کے واسطے پھر رقمان کی کٹی بنی

پرفیصلہ ہوتا ہے جس نے زیادہ چڑھائی اسی کو کرا دیا۔ اسی قسم کی رقموں کو بالائی یافت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسے غریزہ و اگر عدالت ہی کی نوکری کرنی ہے تو جیسا میں اوپر بیان کر آیا ہوں اُن ضروریات کو حاصل کرو اور پھر صاحب بہادر کے روبرو پیش ہونے کے وقت کہہ دو کہ حضور مجھے امتحاناً مقرر کیا جائے۔ اگر کام نہ چلے تو حضور علیہ کر دین۔ مگر بھی پھر بھی اہلکاروں کی نیش زنی سے بچنا مشکل ہے۔ ایسے موقعوں پر فوراً چُپ رہنا بھی اچھا نہیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کے روبرو موزون و مناسب الفاظ میں اپنی قابلیت کا اظہار کرنا چاہئے۔

## مطالعہ اخبار

طلباء کے واسطے جیسا کہ مینا اور پڑھنا ضروری ہے ویسا یہ بھی لازم ہے کہ اخبار کا مطالعہ کریں۔ مڈل کے طلباء کو انگریزی کی استعداد نہیں ہوتی کہ انگریزی اخبار کے آرٹیکل سمجھ کر کچھ فائدہ اٹھائیں اسلئے یہ مناسب ہے کہ اردو اخباروں کو دیکھا کریں۔ طلباء کو ہر ایک اخبار رعایت سے مل سکتی ہے بشرطیکہ اڈیٹر اخبار سے اپنی اصلی حیثیت ظاہر کریں۔ اس موقع پر میرا یہ

لکھنا تو مناسب نہیں کہ فلان اخبار پڑھو اور فلان نہ پڑھو۔ مگر اتنا لکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اخبار میں وہ مطالعہ کرنی چاہئیں جو اول تو خوشخط ہوں دوم عبارت میں شستہ ہوں۔ سوم مہذب ہوں۔ ان باتوں کی جانچ اگر خود نہ کر سکو تو اپنے مدرسین سے یہ تینوں باتیں بیان کر کے جانچ کرالو۔ ایک جماعت میں اگر چار لڑکوں کو اخبار خریدنے کی توفیق ہے تو یہ نہیں چاہئے کہ سارے ایک ہی اخبار کو خریدیں بلکہ اگر ایک لڑکا ایک اخبار منگائے۔ دوسرا کوئی اور اخبار منگائے۔ علیٰ ہذا القیاس تیسرے اور چوتھے چوتھے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ آپس میں بدل کر پڑھنے سے ایک طالب علم کی نظر سے چار مختلف اخبار گزر سکتے ہیں۔

اب میں ان فائدوں کا لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو اخبار میں سے تم کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ اول جغرافیہ کے متعلق تازہ بتا زہ حالات بجز اخبار اور کہیں سے نہیں مل سکتے جو لڑکے اخبار دیکھتے رہتے ہیں انکی معلومات جغرافیہ ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے۔ بخلاف انکے جو اخبار نہیں دیکھتے انکو اتنا ہی حال معلوم ہوتا ہے جو درج جغرافیہ ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تاریخ بھی دنیا بھر کی تھوڑی تھوڑی معلوم ہوتی رہتی ہے۔ کبھی کسی ملک کے بادشاہ



اور اُسکے خاندان کا ذکر کسی اخبار میں ہوتا ہے۔ کبھی کسی کا پھر کسی اڈکا  
 علیٰ ہذا القیاس تاہم سچ کے متعلق بھی تازہ تازہ حالات معلوم ہوتے رہتے  
 ہیں۔ دوم انشا پر داری زبان اُردو۔ بڑے بڑے لائق اور فاضل ادیبوں  
 کے آئیکل اخباروں میں چھپتے ہیں اُنکو بڑے غور سے پڑھنا اور دیکھنا چاہیے  
 کہ وہ لوگ اپنے خیالات کیسے عمدہ اور فصیح الفاظ میں اور کیسی کسی قوی دلائل  
 کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں۔ پھر جب کبھی تم کو کوئی مضمون لکھنا پڑے تو قوی دلائل  
 اپنے خیالات کو ویسی ہی عمدہ طرح اور قوی دلائل کے ساتھ ادا کرو۔ اُردو  
 زبان گو یا ہماری مادری زبان ہے اسکا جانتا یعنی عمدگی سے لکھنا۔ پڑھنا  
 اور بونا نہایت ضروریات سے ہے۔

سوم اپنے اوپر پرانے ملکوں کے دلچسپ حالات بھی اخباروں کے سوا اور  
 کہیں سے نہیں مل سکتے ہیں۔ ضروریات وغیر ضروریات زمانہ کا بھی انہی  
 سے حال معلوم ہوتا ہے۔ انگریز لوگ جیسے اخبار کے عاشق ہیں ویسے اُردو  
 کسی چیز کے نہیں۔ ریل میں ہیں تو اخبارات تھ میں ہے۔ گھر میں ہیں تو  
 اخبارات تھ میں۔ کھانا کھانے کے وقت دیکھو تو میز پر اخبار ضرور موجود ہوگا  
 اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ تم بھی ہر وقت اخبار دیکھتے رہو۔ بلکہ تمہارا

مقدم کام مدرسہ کی پڑھائی کا یاد کرنا ہے۔ پہلے اسکو پورا کر و بعد میں  
 اور کسی کام کو نا تھہ لگاؤ۔ فارسی اخباریں عموماً ہفتہ وار یا ہفتہ میں دو دفعہ  
 آتی ہیں جب اخبار آ یا گھنٹہ بھر میں اسکو پڑھ کر تمام کر و یا جو جو نئے فارسی  
 انگریزی یا عربی الفاظ نظر سے گزریں اسکو ڈکشنریوں میں دیکھو۔ اگر ڈکشنری  
 میں اچھی طرح پتہ نہ لگے تو اپنے استادوں سے دریافت کرو۔

## باب دوم

### اخلاق والدین کی تعظیم

اخلاق کا پہلا سبق والدین کی تعظیم ہے۔ جو رابطہ کے والدین کی تعظیم نہیں کرتے  
 وہ اخلاق ہی کو نہیں جانتے۔ دنیا میں ہر ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ  
 میں دولت، عزت اور شہرت میں دوسرے سے بڑھ کر رہوں۔ دوسرا  
 مجھ سے کسی بات میں زیادہ نہ ہو۔ مگر اولاد کے معاملہ میں یہ خواہش بالکل  
 بدل جاتی ہے۔ اولاد کی نسبت ہر ایک ہی چاہتا ہے کہ مجھ سے ہزار دفعہ بڑھ کر

ہو۔ مثلاً اگر باپ محترم ہو تو بیٹے کے واسطے اسکی یہی آرزو ہوگی کہ تحقیق ہمدار  
 یا ڈپٹی ہو جائے۔ نکاح تیل پہنچنے والا یہی چاہتا ہے کہ میرا بیٹا یا جوہان  
 یا سا ہو کا رہے۔ ہزاروں روپیہ کمانچہ ہو یا ایک کے ہاتھ میں ہو۔ غلے  
 ہذا لقیاس ہر ایک انسان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ میری اولاد نچھ سے  
 اچھی حالت میں ہو۔ والدین کا اولاد سے عجب رشتہ ہے۔ اگر مکان بناتے  
 ہیں تو اسی نیت سے کہ اولاد کے کام آوے۔ اور اگر چار پیسے جمع کرتے  
 ہیں تو اسی خیال سے کہ اولاد خرچ کرے۔ خود مصیبت اٹھاتے ہیں مگر دل  
 سے یہی چاہتے ہیں کہ اولاد کو تکلیف نہ ہو۔ دنیا میں جان سے زیادہ عزیز  
 کوئی چیز نہیں ہے۔ اولاد کے واسطے جان قربان کرنے والے والدین ہی ہیں  
 اور کوئی نہیں۔ محبت جو ایک چیز ہے وہ اگر کہیں ہے تو والدین کو اولاد سے  
 ہے۔ ایک بات محبت کی ہو تو اسکو بیان کروں۔ ہزاروں باتوں کو بیان  
 کیونکہ لکھوں تمہیں بالفعل اسکے عوض انکی اطاعت و تعظیم کرنی چاہیے۔  
 جب تمہارے والدین تمہیں کسی کام کے کرنے کے واسطے کہیں تو فوراً اٹھ کھڑے  
 ہو۔ اور اسکو پورا کرو۔ دوبارہ کہنے کی نوبت ہی نہ آنے دو۔ سردی یا گرمی  
 یا برسات کا کبھی حذر نہ کرو۔ اگر وہ کسی بات سے ناراض ہو کر غصہ کریں یا گامیان

دین یا ماریں تو بڑی خوشی کے ساتھ اُسکو برداشت کرو۔ اسی موقع پر غصہ  
 مین آ کر منہ سے کسی بات کے نکلنے کو بے ادبی اور گستاخی کہتے ہیں والدین  
 کی طبیعت سے خوب آگاہی پیدا کرو جس بات یا کام سے وہ ناراض ہوں اسکا  
 خیال تک دل میں نہ آنے دو۔ بلکہ اطاعت تو اسکا نام ہے کہ اگر وہ آنکھ یا ہاتھ  
 سے کسی کام کا اشارہ بھی کریں تو بڑی مستعدی سے اُسکی تعمیل کرو۔ کوئی حرکت  
 یا کوئی بات یا کوئی کام ایسا ہرگز نہ کرو جس سے وہ تم سے آزردہ ہوں  
 ہر وقت اُنکی رضا جوئی کے فکر میں رہو۔ جو لڑکے والدین کو ستاتے ہیں یا دکھو  
 وہ دنیا میں کبھی آرام نہیں پاتے۔ یہ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی سے پیڑی  
 کرے تو اُسکو ایسی دنیا میں اُس بدی کا عوض بداد اگر نیکی کرے تو اُس  
 نیکی کا بدلہ لے لیا جاتا ہے۔ والدین جو اولاد کے ساتھ بے حد نیکیاں کرتے  
 ہیں اُنکے عوض اگر اولاد اُنکو ستائے یا آزردہ کرے تو وہ اولاد کیونکر  
 دنیا میں آرام پاسکتی ہے۔ پس اگر خوشی اور آسودگی چاہتی ہو تو والدین  
 کی خوشنودی حاصل کرو۔ والدین کے علاوہ گھر میں جتنے تم سے بڑے ہوں  
 ان سب کی تعظیم اور اطاعت تم پر واجب ہے۔ یہ ایسی خوبیاں ہیں کہ ان  
 پر مہربانی کیچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اور اسی کوشش کے ساتھ مفت حاصل ہو سکتی ہیں

تم لوگ علم حاصل کرتے ہو۔ تم میں ایسے اوصاف حمیدہ ہونے چاہئیں جو صاحب علم لوگوں کو شایانِ ہین۔ تعلیم سے یہی غرض ہے کہ عادات اور اخلاق درست ہوں۔ بدی یا بد عادتیں پاس نہ آنے پاویں۔ جب تم خود کمانے کے لائق ہو تو پھر والدین کی خدمت کرو جس طرح تمہارے والدین نے تمہیں بچپن میں ہر بات کا سکھ دیا اُس سے بڑھ کر تم انکو اُنکے بڑا پڑمین آرام دو۔ اور پھر بھی اُنکی ویسی ہی عزت کرو جیسی لڑکپن کے زمانہ میں کرتے رہے ہو۔ اگر تم والدین کی کما حقہ خدمت اور اطاعت کرو تو بھی اُنکی نیکیوں اور سلوکوں کا اتنا عوض نہیں ہو سکتا جتنا کوئی ہزار روپیہ کے مفتوحہ کو پانچ روپیہ دیدے۔ پانچ کو ہزار سے کچھ نسبت نہیں اسی طرح ہماری خدمت اور اطاعت اُنکی محبت کے آگے ہیچ ہے۔ والدین کے احسان بڑے بھاری احسان ہیں جتنی خدمت و اطاعت کرو اتنی ہی تھوڑی ہے۔

### تعلیمِ بدین

لڑکوں کا عموماً یہ قاعدہ ہے کہ جب لور پر انٹری کا پاس کر کے اپر پر انٹری میں آتے ہیں تو لور کے مدرسین کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور ٹل دیں گے اپر پر انٹری کے ہستادوں کا کچھ لحاظ نہیں کرتے۔ علیٰ ہذا القیاس جون جون ترقی پا کر اوپر کے

درجون میں پہنچتے ہیں تو نون تو نون اپنے سابقہ ماسٹرون کو دل سے تار کر جاتے ہیں۔ اور جب انٹرنس پاس کر کے کالج میں جلتے ہیں تو اُس وقت گویا آسمان پر چڑھ جلتے ہیں۔ پھر مدرسین سابقہ کا اول تو نام بھی نہیں لیتا اور اگر کسی موقع پر ذکر کرنا پڑے تو نہایت حقارت اور خفت کے ساتھ اٹھا کرتے ہیں۔ غرض تھوڑا بہت لحاظ اگر کرتے ہیں تو اُن ہی مدرسوں کا کرتے ہیں جن سے بالفعل تعلق ہو۔ دوسروں سے ایسی طوطا پٹنی کرتے ہیں گویا، شناسائی ہی نہیں۔ اور اگر کوئی اُن پر اس سقم کو دیکھ کر اعتراض کرے تو بعض میں جواب دیتے ہیں کہ ایک استاد ہو تو اُسکی تعظیم کریں۔ بیسیوں استاد ہیں کس کس کی تعظیم کریں۔ اور بعض میں جواب دیتے ہیں کہ تعظیم کیسی مدرس لوگ سر کا سے تنخواہ پاتے ہیں اور اُسکے عوض ہمیں پڑھاتے ہیں۔ غرض اسی قسم کی بہبودہ باتیں کرتے ہیں۔

اسے عزیز و اب تم ماشاء اللہ جوان اور مضبوط ہو کر اس قسم کی باتیں نہ کرو ہو۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ تین یا چار یا لشت کا تہہ راق تھا منہ پر کھمیان بھینچنا تی تھیں اور ناک بہتا تھا۔ ہوش اور طاقت کا یہ حال تھا کہ نہانا نہ کھولنے کی طاقت تھی اور نہ لُسکے باندھنے کی تیز تھی۔ اُس زمانہ میں تہہ راق

تعلیم ان ہی لوگوں پر انہری سک مدرسین کے سپرد تھی جنکو اب تم بڑی حقارت  
 کی نگاہ سے دیکھتے ہو۔ اور یہ مدرس لوگ خدا ترسی کی راہ سے اس زمانہ  
 میں تم کو اپنے بچوں کی طرح سمجھ کر تمہارے بول و براز گرمی سردی اور ہوا  
 پیاس کا اسطرح خیال کرتے تھے کہ جیسے گھر کے اندر رہتا رہی مائیں تمہارا خیال  
 رکھتی ہیں۔ اور جب بچہ کچھ بچھڑی ہوتی تو یہی تمہارے مدرس بزرگانہ شفقت  
 کی راہ سے کسی بڑے لڑکے کو کہتے کہ بھئی اسکو ایسے گھر میں نہ بچا جانا۔ اگر یہ اکیلا  
 جائیگا تو اسکو کہیں رستہ میں گائے بیل یا بیلٹھے گا۔ اور پڑھانے کے وقت ایک  
 ایک لفظ کو تیس تیس بکاء چالیس چالیس بار کہلاتے تب تمہارے منہ سے کوئی  
 لفظ نکلتا۔ جن مدرسوں کی تمہارے ساتھ تعلیم و نگرانی کے معاملہ میں یہ کیفیت ہو  
 اُنکے ساتھ تمہارا یہ سلوک کہ تم اُنکو حقارت سے دیکھو اور اُنکا نام حققت سے لو  
 اور اُنکو سلام تک نہ کرو۔ اگر تم خود مدرس ہو اور پھر تمہارے ساتھ تمہارا شو شاگرد  
 کی یہ کیفیت ہو تو اسوقت تمہیں قدر معلوم ہو۔ اگر تم کسی بڑے ہی کی دکان پر  
 جاؤ تو اُنکے اندر یا باہر لکڑی کے چھوٹے بڑے کندے پڑے ہوئے نظر آتے  
 ہیں اُنکو دیکھ کر طبیعت بڑی ہزار ہوتی ہے لیکن جب وہ اُنہی کند و نکو چیر پاؤں  
 چوکیاں مینیرین پلنگ صندوق صندوق وغیرہ بتاتا ہے تو ہر ایک آدمی

اٹھا گا ہنگ ہو جاتا ہے اور بڑے شوق سے خرید کر کام میں لاتا ہے۔ اسی طرح  
 تمہارا حال ہے۔ جب تم مدرسہ میں داخل ہوتے ہو تو تمہارا حال بعینہ اُن کندون  
 کا سا ہوتا ہے جسکے دیکھنے کو کسی کاجی نہیں چاہتا۔ یہ مدرسین ہی کا کام ہے کہ  
 وہ تم کو اس لائق بناتے ہیں کہ تمہارا ہر کوئی گاہک ہو جاتا ہے۔ خواہ تم علم و فضل  
 میں اوسط طے زمان ہو جاؤ مگر جن سے ایک مرتبہ تم پڑھ چکے ہو ان کی شاگردی سے  
 کبھی انکا نہیں کر سکتے پس مدرسین سابق یا حال کی تعظیم و تکریم تم پر واجبات  
 سے ہے۔ سرکاری مدارس کے تمام مدرسین سرکار سے تنخواہیں پاتے ہیں وہ  
 خدا نخواستہ تمہارے محتاج و دوست نگر نہیں کہ تم انکو کچھ دو تو وہ اوقات بسر کرین  
 مدعا یہ ہے کہ جب تم انکو دیکھو تو ادب سے سلام کرو۔ اگر وہ کسی کام کو کہیں تو انکی  
 فوراً تعمیل کرو۔ اس قبیل میں تمہاری اپنی بہتری ہے۔ مدرسین کی یہ بڑی خواہش  
 ہوتی ہے کہ جتدر نوشت و خواند کا کام وہ تم کو دیں اسکو کا حقہ تیار کر کے  
 لاؤ۔ اُس میں سرسوفرق نہ ہو۔ جب کہیں انکا ذکر کرو تو ادب کے ساتھ انکا  
 نام لو۔ اگر وہ تم کو جھڑکین یا مارین تو انکی برداشت کرو۔ اپنے منہ سے  
 کوئی لفظ بے ادبی یا گستاخی کا نہ نکالو۔ ایک مدرس کی دوسرے مدرس  
 کے پاس شکایت ہرگز نہ کرو۔ اگر کوئی مدرس تمہارے سامنے کسی اور



مدرس کی شکایت کرے تو اُسکو تنکر خاموش ہو جاؤ۔ یہ نہیں کہ کچھ اپنی طرف سے نمک مرچ لگا کر دوسرے مدرس کے جاکان بھرو۔ تمہارے واسطے سب مدرس واجب التعظیم ہیں۔ تم ہر ایک کی تعظیم کرو۔ جو لڑکے مدرسین کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں وہ شریف، خلیق، سعادت مند کہلاتے ہیں اور جو نہیں کرتے وہ نالایق۔ ناہوار۔ خرد باغ۔ بے ادب کہلاتے ہیں۔ اگر تم غور کر کے دیکھو تو تعظیم و اطاعت کرنے میں تمہارا کچھ بھی خراج نہیں ہوتا بلکہ اپنے اخلاق و عادات سنوتے ہیں۔ غرض مفت میں نیکی نامی حاصل ہوتی ہے۔ حکام سرشت تعلیم یعنی ڈاکٹر صاحب، پروفیسر صاحب، انسپکٹر صاحب، چیف محضر کی تعظیم و تکریم بھی تم پر فرض ہے۔ یہ لوگ بھی تمہارے ایک قسم کے استاد ہیں مگر اعلیٰ درجہ کے کیونکہ یہ تمہارا اور تمہارے مدرسین کا کام دیکھنے والے ہیں۔ اگر اس میں کچھ نقص ہو تو اسکی اصلاح کرتے ہیں۔ اور اگر کام اطمینان کے لائق ہو تو اسکی داد دیتے ہیں۔ یہ لوگ تمہارے مدرسین معائنہ کے واسطے تشریف لاویں تو سرود ہو کر انکی تعظیم کرو۔ اور جو سوال وہ کریں بڑے ادب کے ساتھ اُسکا جواب دو۔ اور جب تک کہ بین ذکر آؤ تو تعظیم کے ساتھ اُنکے نام منہ سے نکالو۔ اس جگہ امیر زادوں کا ذکر بھی ضروری

ہے عہدہ داروں مثلاً ڈپٹیون تحصیلداروں، منصفوں اور رییسوں کے  
 لڑکے جنکی بیجاناز سے پرورش ہوتی ہے۔ وہ جب مدرسہ میں داخل ہوتے  
 ہیں تو انکی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ اول تو وہ گھوڑے یا گاڑی پر سوار ہو کر  
 مدرسہ میں آتے ہیں اور اگر پیدل آتے ہیں تو بستہ جیسی یاکی چیز خد متگاڑو  
 اٹھوا کر لاتے ہیں اور جب جماعت میں آکر بیٹھتے ہیں تو بڑے انداز کے قمیض  
 بیٹھتے ہیں۔ مدرس اور لڑکوں کی طرف اس نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ گویا ہمارا  
 اتاجان یا لالہ جی کی رعایا میں۔ اگر مدرس سبق نہ یاد کرنے پر ذرا جھڑکے یا  
 مار بیٹھے تو اس قدر روئیں اور چلائینگے کہ سچکی بندھ جائیگی۔ اور استاد کی نسبت  
 کتنا خافہ کلمات منہ سے نکالیں گے۔ گھڑنیں جا کر اتان باول سے شکایت  
 کر بیٹھیں۔ والدہ انکی تو وہیں مدرس کو ہزار ہزار گالیان مینے لگی اور والد  
 ماجد ناراض ہو کر بڑی لٹنی چوڑی شکایت اس بیچارے مدرس کی ہیڈ ماسٹر  
 صاحب مدرسہ کے پاس لکھ بھیجیں گے۔ ایسے لڑکے جماعت کی رونق ہوتے  
 ہیں۔ پڑھنے لکھنے سے انکو کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ جو لڑکا مدرس کا کہنا نہ  
 مانیکا وہ کبھی ممکن نہیں کہ پڑھنے میں کامیاب ہو۔ اور اگر مدرس کمرہ میں  
 عام طور پر (کسی سے مخاطب ہو کر نہیں) کہے کہ تھنہ بورڈ پوچھو یا نہج چھپ

ہٹاؤ یا میر کو آگے کرو یا چپڑاسی کو آواز دو تو مدرس کا یہ کہنا منکر اور سفید پوشوں  
 یاد دکانداروں کے لڑکے فوراً اٹھ کھڑے ہونگے اور اس کام کی تکمیل کریں گے  
 مگر یہ امیر زادے مجال ہے کہ ہاتھ پاؤں ہلائیں یا کوئی کام کریں۔  
 امیر زادو! تم آنکھیں کھولو اور ہوش میں آ کر غور کرو کہ یہ مدرسہ سرکاری ہے  
 تمہارے گھر کا نہیں ہے۔ مدرس لوگ سرکار سے تنخواہ پاستے ہیں۔ تم اس  
 مدرسہ کے محتاج ہو۔ تم کو امیر ہو مگر تمہارے والدین کو یہ توفیق نہیں کہ  
 تمہیں گھر پر پڑھوا کر کسی امتحان کی سند دلواسکیں۔ اگر عہدہ دار ہے تو  
 تمہارا باپ ہے تم عہدہ دار نہیں ہو۔ جیسے آؤ لڑکے مین ویسے ہی تم ہو  
 اگر تمہارے ہی بچے ہیں تو عہدہ داری کا تو کیا ذکر ہے تم کو کوئی خوری  
 یا کلہ کی بھی نہیں دیگا۔ اور اگر استادوں کا کہنا مانو گے اور محنت سے  
 پڑھ کر بڑے بڑے امتحان پاس کرو گے تو پھر ممکن ہے کہ شاید باپ سے  
 بھی بڑھ جاؤ۔ مدرسین کو ہرگز تمہارے ساتھ یا تمہارے والدین کے  
 ساتھ عداوت نہیں ہے۔ وہ اگر تم کو جھڑکتے یا مارتے ہیں تو پڑھنے لکھنے  
 کے معاملہ میں۔ یہ تمہاری عین غیر خواہی اور غیر اندیشی ہے۔ مدرسین کی  
 شکایت کرنا داخل بے ادبی اور گستاخی ہے۔ تم امیر زادے ہو نہیں یہ

چاہئے کہ آؤرون سے بڑھکر استادوں کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا کہ  
ہر ایک آدمی کہے کہ یہ لوگ اگر ادب۔ قاعدہ اور سلیقہ نہ جانیں تو پھر اور کون  
جانے دیکھو باپ انکے کیسے لائق ہیں۔ بیٹے اگر ایسے سعید و خلیق اور مؤدب  
ہیں تو کیا تعجب ہے۔ اور اگر تمہارے عادات و اخلاق اچھے نہ ہوں تو  
پھر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ ناز پروردہ ہیں۔ ادب و قاعدہ کیا جانیں۔  
جب تک والدین زندہ ہیں فرے کر لین اسکے بعد غیر صلاح ہے۔ سواری پر  
مدرسہ میں آنا اچھا نہیں۔ مدرسہ میں ہمیشہ پیادہ پاؤنا چاہئے۔ اور بے  
خود اٹھا کر لانا چاہئے۔ انگلستان میں بڑے بڑے لارڈوں کے لڑکے  
پیادہ یا خود بٹے اٹھا کر مدرسوں میں جاتے ہیں۔ سواری وہ اچھی علوم  
ہوتی ہے کہ جو اپنی قوت بازو سے پیدا کیا دے۔ یہ سواری جس پر تم سوار  
ہو کر آتے ہو یہ تمہاری نہیں ہے تمہارے باپ کی ہے۔ تم خود ایسی قوت  
پیدا کرو کہ گیان اور گھوڑے ہم پہنچا سکو۔ فارسی میں ایک شعر ہے  
آدمی را آدمیت لازمست و عود را اگر بونیاشد میزست  
تمہیں چاہیئے کہ آدمیت سیکھو یعنی عادات و اخلاق سنو اور عود کو معمولی کر  
پرا سو اسلئے ترجیح ہے کہ آسمین خوشبو ہے۔ اسی طرح تم کو عوام پر تب ہی ترجیح

ہو سکتی ہے کہ آدمیت ہو ورنہ کوئی ترجیح نہیں۔

## نصیبِ نبی

جاڑوں کے موسم میں جب ہر ایک مدرسہ اسیکے سے مہیجے تک کھلا رہتا ہے تو میوہ فروش میوہ بیچنے کے واسطے مدرسہ یا کالج کے احاطہ میں آ جاتے ہیں اور کوئی انکے آنے کا وقت پہلے سے معلوم ہوتا ہے باہر نکل آتے ہیں اور حسبِ پسند کوئی تو رنگترے لیتا ہے۔ کوئی تیب خریدتا ہے۔ کوئی انگوروں کی ڈیریا لیتا ہے۔ کوئی انار لیتا ہے۔ کوئی کشمش اور بادام لیتا ہے۔ جب خرید لیتے ہیں تو پھر وہیں کھڑے ہوئے یا دو چار قدم ادھر اُدھر ہو کر مزہ سے کہاتے اور ایک دوسرے سے باتیں کرتے جاتے ہیں۔ اُس وقت کبھی یہ بات دیکھنے میں نہیں آتی کہ انار والا رنگترے والے سے یہ کہے کہ یعنی تم نے انار کیوں نہیں لئے۔ یا انگوروں والا کشمش والے سے یوں کہے کہ تم نے انگور کیوں نہیں لئے۔ یا بغرض اگر کوئی پوچھے بھی تو اُسکو دوسرا یہ جواب دیدیتا ہے کہ مجھے ہی میوہ پسند ہے۔ بس دونوں چپ ہو جاتے ہیں۔ واقع میں اگر غور سے دیکھا جاوے تو جسکو مثلاً انار پسند ہو وہ رنگترے والے کو انار پسند کرنے پر کیونکر مجبور کر سکتا ہے۔

اپنی اپنی مرضی اور اپنی اپنی پسند الگ الگ ہے۔ ایک انگور کہا کر خوش ہوتا ہے۔ دوسرا نگترے کو بڑی نعمت سمجھتا ہے تیسرا انار کے برابر آفریوہ کو نہیں جانتا۔ چوتھے کے نزدیک اگر کوئی میوہ کھانے کے قابل ہے تو کشش ہے۔

اے عزیزو! اگر تم لوگ ذرا غور کر کے دیکھو تو بعینہ اسی طرح مذہبون کا معاملہ ہے۔ کسی نے ہندو دھرم کو پسند کیا ہوا ہے اور کسی نے مذہب اسلام کو اور عَلَٰیٰ هٰذَا اِنْفِیَآءِ میں کسی نے دین عیسوی کو۔ جس یقین و اطمینان کے ساتھ ایک ہندو وید کو پاک اور سچا سمجھتا ہے اور اسکی پیروی کو گنتی کا ذریعہ جانتا ہے اسی طرح ایک مسلمان قرآن مجید کو متبرک اور خدا کا کلام جانتا اور اسکی پیروی کو باعثِ نجات تصور کرتا ہے۔ اور ان دونوں گروہوں کی مانند ایک عیسائی انجیل کو مقدس خیال کرتا اور اُسپر عمل کرنے کو اپنی نجات مانتا ہے۔ اے عزیزو! اگر تم ہندو ہو تو تمہیں تمہارا دھرم اور اگر تم مسلمان ہو تو تمہیں تمہارا مذہب اور اگر تم عیسائی ہو تو تم کو تمہارا دین مبارک ہو۔ باخِ دنیا میں تمام مختلف مذاہب کو پھلدار و زخون کی طرح سمجھو جس طرح نگترے کے پسند کرنے والا انار کے پسند کرنے والے کو اس وجہ سے کہ اسنے انار

پسند کیا ہے برا نہیں سمجھنا اسی طرح بے دینہ قوم غیر مذہب دانے کو برا نہ سمجھو۔  
 غیر مذہب دانے کو ان کے مذہب کے باعث برا سمجھ کر ایذا تکلیف پہنچانے کو  
 مذہبی تعصب کہتے ہیں۔ اگر تم دوسرے مذہب دانے کو برا سمجھو گے تو وہ تمہارا  
 برا سمجھے گا۔ جب برا سمجھو گے تو گاہ بگاہ ہند سے برے کلمے نکلیں گے۔ پھر آپس میں  
 عداوت ہو جائیگی۔ عداوت کا نتیجہ دغا و دغا کرنا ہے۔ سو یہی آجکل ہندو  
 اور مسلمانوں کے درمیان بوز رہا ہے۔ آج لاہور میں منا و سبے کل دہلی میں  
 ہے۔ پرسون ہوشیار پور میں۔ حال یہ کہ اقل تو طرفین کے سرچوڑے ہوتے ہیں  
 اور جب سرکار کی طرف سے تحقیق و تفتیش ہوتی ہے تو ہر دو گروہوں کے  
 آدمی قید ہوتے ہیں۔ فریقین کی بیویوں بچوں پر نفرت میں تباہی آتی ہے  
 ہر ایک سمجھ دار اور بے تعصب ہندو یا مسلمان اس کارروائی کو ناپسند کرتا ہو  
 ایذا رسانی پیشہ دل دکھانا دنیا میں ایک غلط گناہ ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی  
 گناہ نہیں۔ ایذا رسانی کسی مذہب میں درست نہیں جس طرح تم دنیاوی  
 اور علمی معاملات میں وسیع اور عالی خیالات رکھتے ہو اسی طرح مذہبی خیالات  
 کو بھی ذرا عالی اور وسیع کرو۔ اور تعصب مذہبی کو جو بہت ناقص اور بُری  
 چیز ہے چھوڑ دو۔ ہندو مسلمان اور عیسائی سب محبت اور پیار سے رہو

صلح اور آشتی میں جو لطف ہے وہ لڑائی جھگڑے میں ہرگز نہیں۔ ساری دنیا کو ایک گھر سمجھو اور جتنے آدمی اُس میں آباد ہیں اُن سب کو ایک گنبد تصور کرو۔ اور خدا کو جو ہندؤں، مسلمانوں اور عیسائیوں وغیرہ وغیرہ سب کا یکساں مالک اور خالق ہے باپ خیال کر کے آپس میں یک جہتی اور اتحاد سے رہو۔ شکل و صورت نہیں سب آدمی یکساں ہیں سب کے ہاتھ پاؤں، آنکھیں، کان، ناک ایکسا جیسے ہیں۔ اگر فرق ہے تو یہ سب سے کہ ایک وید کو ماننا ہے دوسرا قرآن کو تیسرا انجیل کو چوتھا تو ریت کو پانچواں کسی اُور کو اور چھٹا کسی اُور کو۔ سو اس سے کیا مطلب۔

## گفتگو

بولنے کو تو درند پرند، چرند سب بولتے ہیں مگر نیکے بولنے کو آدمیوں یا بولیاں کہتے ہیں۔ گفتگو نہیں کہتے۔ گفتگو خداوند کریم نے انسان ہی کو عطا کی ہے ایک کچھ بات کرتا ہے دوسرا اسکو سنتا ہے۔ ایک کچھ پوچھتا ہے دوسرا اسکا جواب دیتا ہے۔ ہر ایک انسان کا بالعموم اور پڑھے لکھے کا بالخصوص بیخبر ہے کہ اس عطیہ ایزدی کو احسن طور پر کام میں لادے اور اس کو اس



خوبی سے ادا کرے کہ سنتے ولے کا دل باغ باغ ہو جاوے۔ باتون کو پتھرون کی طرح نہیں پھینکنا چاہئے۔ ہر ایک بات کو مناسب الفاظ میں اور مناسب محل پر کہنا چاہئے۔ اگر کسی کا کوئی کام پورا نہیں کر سکتے تو اسکو دو قسم کا رنج نہ دو۔ ایک انکار کا اور دوم درشت الفاظ کا۔ بلکہ انکار کو بھی اس خوبصورتی سے ادا کر دے کہ سنتے ولے کے دل پر صدمہ نہ ہو۔ مثلاً جب تم پر اسے شہر میں کسی سے ریلوے سٹیشن کا راستہ پوچھو۔ اور تم کو جواب دینے والا بھنجا کر یہ جواب دے کہ مجھے کیا معلوم تو تمہیں کس قدر رنج ہوگا۔ اور اگر وہ یہ جواب نرمی سے دے کہ بھائی مجھے معلوم نہیں تم کسی اور سے دریافت کر لو۔ تو تمہارے دل کو ذرا ملال نہ ہوگا۔

مجھے اس موقع پر ایک نقل یاد آئی ہے۔ ایک بادشاہ نے رات کو خواب میں دیکھا کہ اس کے سارے وادے گر گئے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اس نے ایک شیر سے اسکی تعبیر پوچھی۔ یہ شیر تھا تو سب طرح سے لائق مگر گفتگو کا سلیقہ اسکو نہ تھا۔ جواب دیا کہ جہاں پناہ یہ خواب بہت مخمس ہے۔ تعبیر اسکی یہ ہے کہ حضور کے سارے غریب و اقارب حضور کے سامنے مریں گے۔ بادشاہ یہ تعبیر سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور حکم دیا کہ اسکو ابھی ہمارے سامنے قتل کر ڈالو

حکم ہوتے ہی جلا دئے اسکو دم بھر میں تیرتیج کیا۔ دوسرے شیر سے جب  
اسکی تعمیر پوچھی تو اُس نے جواب دیا کہ قبلا عالم یہ خواب بہت مبارک ہے  
یہ حضور کی طوالت عمر پر دلالت کرتا ہے۔ جتنے حضور کے عزیز و اقارب ہیں  
اُن تمام سے حضور کی عمر زیادہ ہوگی۔ اب دیکھیے کہ نتیجہ ہر دو تعمیروں کا کیا  
ہی ہے۔ مگر ایک کے ادا کرنے میں درشتی ہے اور دوسرے میں نرمی۔  
اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ طلباء خواہ مخواہ تک مچ لگا کر کچھ کا کچھ  
بنادیں۔ بلکہ یہ مدعا ہے کہ گفتگو کا سلیقہ بھی حاصل کرنا ضروریات سے ہے۔

## جھوٹ بولنا

اس میں شک نہیں کہ لڑکوں سے باعث خوردنالی اور ناعاقبت اندیشی  
اور تیزی طبیعت کے قصور ہو جاتے ہیں۔ لڑکوں پر کیا یہ قوف ہے بڑے  
بھی سہو و خطا سے بچ نہیں سکتے مگر کسی خطایا قصور کے چھپانے کے واسطے  
جھوٹ بولنا بہت ہی بُرا ہے۔ اس میں یہ کہتی بڑی قباحت ہے کہ ایک  
خطا کے دو خطا ہو جاتے ہیں یعنی ایک تو وہ خطا ہو چکا۔ دوم اُسے چھپانے  
کے واسطے جھوٹ بولنا۔ جو لڑکا کوئی قصور کرتا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ کوئی

ایسی تدبیر نکلتے کہ والدین کو یہ باتیں کر یہ نہ پتہ لگنے پاوے کہ مجھ سے قصور  
 ہوا ہے۔ اگر وہ خود اس خطا کے چھپا کر اپنے گھر کی باتیں نہ کرے تو کیا  
 سکتا تو کسی بات پر اپنے سے پوچھتا۔ پتہ کرنا۔ مجھ سے یہ باتیں نہ کرے۔  
 میں اب کیا کر دن۔ تو دوسرا لڑکا فوراً اس کو یہ جواب دیتا ہے کہ بات دن  
 کی ہے۔ کہہ دینا کہ میں نے نہیں کیا یا فلاں بھانڈا کر دینا۔ طلبا میں جو خطہ کا  
 دوسرا نام بیان ہے۔

اسے غریزہ! اگر تم سے کوئی قصور ہو جائے تو بیان نہ کرنے یا جو خطہ ہو  
 سے تمہارا یہ دعا ہوتا ہے کہ اول تو کسی طرح والدین یا مدرس کو یہ معلوم  
 ہی ہو کہ تم نے کیا ہے۔ اور دوم یہ کہ اگر انکو معلوم ہو جائے تو انکی ماراؤختہ  
 سے بچ جائیں۔ مدرس میں یہ کوشش کرنا کہ کسی طرح خطا چھپ جائے بڑی تفت  
 کی بات ہے کیونکہ ایک تم میں چاہتے ہو کہ بات چھپ جائے مگر باقی کب پھینو دیتو  
 میں وہ فوراً بتا دیتے ہیں کہ اس نے ظان خطا کیا ہے۔ اور گھر میں بھی یہ  
 کوشش کرنا کہ خطا ظاہر نہ ہو محض بے سود ہے کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا  
 (جیسے تمہارے بہن بھائی ہیں) یہ خاصہ ہوتا ہے کہ جو بات کا فون سے سنتے  
 یا آنکھوں سے دیکھتے ہیں اسکو ہو ہو بیان کر دیتے ہیں۔ جھوٹ بولنا یا جھوٹی

بات بنانا جانتے ہی نہیں۔ یہ بخوبی پانچ چھریا حدسات سال کے بچوں میں ہوتی  
 ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت میں جھوٹے بولنا ہرگز نہیں ہو  
 دہم سزا یا ملامت سے بچتا۔ اس کا یہ علاج ہے کہ والدین یا مدرس سے صاف  
 صاف کہہ دو کہ مجھ سے فلاں قصور نادانستہ بولے معاف فرما دیں اُسندہ ایسا  
 نہیں ہوگا۔ یہ اتنا کلمہ غصہ کی آگ کے واسطے پانی کا کام دیتا ہے۔ والدین  
 یا مدرس لوگ اس سچے اور کھرے جواب کو سن کر نہ کبھی مارنے کو ہاتھ اٹھاتے  
 ہیں اور نہ ملامت کرنے کو لب ہلاتے ہیں۔ مگر یہ کہ یہ چاہئے کہ حتی الامکان  
 اس کا یہ قصور جان بوجھ کر نہ کروا کر بھولے چوکے سے ہو جائے تو غیر مجبوری  
 ہے۔ تب کو اس عرصے جھوٹے بولنے کی عادت پڑ جاتی ہے وہ بڑے ہو کر  
 بہت ذلیل ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ خرابی کہ سچے اور کھرے لوگوں کی نظر و  
 میں حقیر ہو جاتے ہیں۔ دوم یہ کہ جھوٹے کی بات کا کوئی اعتبار نہیں کرتا  
 اگر وہ سچ بھی کہے تو جھوٹے سمجھا جاتا ہے۔ راستی وہ عمدہ چیز ہے کہ اس کی کچھ  
 تعریف نہیں ہو سکتی۔ آج کل بعض بعض شہروں میں سچی دکانیں نکل رہی ہیں  
 ان پر جا کر دیکھو کہ کاکون کی بھیڑ لگی رہتی ہے وہ کیا بات ہے جو لوگوں  
 کو دور دور سے کھینچ لاتی ہے وہ راستی ہے ورنہ تمہیں تاریخ کے پڑھنے

سے معلوم ہوگا کہ دنیا میں ایسے بزرگ اور واجب التحظیم آدمی بھی گزرے  
 ہیں کہ جنہوں نے جائین گنوا دینا گوارا کیا مگر اپنی زبان کو جھوٹ سے لودہ  
 نہ کیا۔ سچ بولنا اقل تو جیسا ہے خود ایک خوبی۔ دوم لوگوں کا اُس پر اعتبار سوم  
 بے فکری۔ چہاں تم نفع۔ جھوٹ اقل بجائے خود ایک عیب۔ دوم بے غنہاری  
 سوم اضطراب۔ چہاں نہ نقصان۔ وعدہ کا وفا نہ کرنا بھی جھوٹ بولنے میں داخل  
 ہے جب تم کسی سے کسی کام کا وعدہ کرو تو اُس کو ضرور پورا کرو۔ وعدہ کا وفا  
 تم لوگوں سے اس واسطے نہیں ہو سکتا کہ بلا سوچے سمجھے وعدہ کر دیتے ہو۔ اگر  
 سوچ سمجھ کر وعدہ کرو تو بیشک پورا بھی ہو جائے۔ اگر تمہیں اُسکے پورا کرنے  
 میں ذرا بھی تاثر ہو تو ہرگز وعدہ ہی نہ کرو۔ کیونکہ وعدہ کر کے وفا کرنے سے  
 تو یہ بہتر ہے کہ سرے سے وعدہ ہی نہ کیا جائے۔ لڑکے آپس میں قرض  
 لیتے اور دیتے ہیں۔ قرض کا وقت مقررہ پراوانہ کرنا بھی جھوٹ بولنے میں داخل  
 ہے۔ اگر تم کسی سے قرض لو اور یہ خیال کرو کہ دو دن میں ادا کر سکو گے تو قرض  
 سے بجائے دو دن کے تین بلکہ چار دن کی مہلت مانگو اور پھر وقت مقررہ پر ضرور  
 ادا کرو۔ جو ادا نہیں کرتا اول تو اُس کو قرضخواہ سے شرمندہ اور دق ہونا چاہیے  
 ہے۔ دوم اُس کو آئندہ قرض ملنا بہت دشوار ہو جائے گا۔ قرض کے ادا کرنے میں

کبھی سستی نہیں کرنی چاہیے۔ قرض ایسی بُری چیز ہے کہ اس سے دلوں میں فرق آجاتا ہے۔ بھائی بھائی سے اور دوست دوست سے میزبان ہو جاتا ہے۔ عربی میں ایک مثل ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ قرض محبت کی مقرر اض ہے یعنی محبت کو قطع کر دیتا ہے۔

## چوری کرنا

بعض شریر لڑکوں کو یہ بد عادت ہوتی ہے کہ مدرسہ سے اور دن کی چیزیں مثلاً کتاب، چاقو، قلم، دوا، سیٹ، پنسل، جو تا وغیرہ چور کر گھر لیجاتے ہیں اور جب کبھی ان چیزوں میں سے کسی کی انگو خود ضرورت ہوتی ہے تو اُسے مدرسہ میں اپنے استعمال کے واسطے لاتے ہیں جس وقت وہ چیز اصل مالک یا کسی واقف حال لڑکے کی نظر پڑ جاتی ہے تو چور لٹے والا فوراً پکڑا جاتا ہے۔ اُس وقت اُسکا رنگ نہ رہتا ہو جاتا ہے۔ ایسے موقع پر بعض چالاک لڑکے کئی طرح کی باتیں بناتے ہیں مگر جھوٹی بات پیش نہیں جاتی۔

اور بعض ایسے موقع پر چپ ہو جاتے ہیں اُن سے کوئی بات بن نہیں آتی

پہلی قسم کے لڑکے تو چور اور چتر کہلاتے ہیں اور دوسری قسم کے نرسے چور۔  
 بعض ایسے ہوشیار اور چالاک ہوتے ہیں کہ وہ مدرسہ میں کوئی چوری کی چیز  
 لاتے ہی نہیں۔ انکی چوری یوں ظاہر ہوتی ہے کہ اتفاق سے کوئی لڑکا  
 انکا ساتھی انکے گھر جا نکلتا ہے اور اُسکو کوئی نہ کوئی چیز انکے گھر میں ادھر  
 ادھر پڑی ہوئی نظر آ جاتی ہے۔ مدرسہ میں آکر بے تامل اپنے ساتھیوں  
 اور مدرسین سے کہہ دیتا ہے کہ میں نے فلاں چیز جو فلاں لڑکے کی چوری  
 ہو گئی تھی فلاں کے گھر دیکھی ہے، غرض جسکو یہ بدعات ہو وہ ہر بار  
 جتن کرے تاہم عیب ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ کبھی ممکن نہیں کہ پوشیدہ رہے  
 جس لڑکے کا یہ عیب ظاہر ہو جاتا ہے اُسکو باقی لڑکے بہت حقیر ماننے  
 لگتے ہیں اور حتی الامکان اپنی ہر ایک چیز اُس سے بچاتے ہیں۔ اور جس  
 وقت کوئی چیز گم ہو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا فلاں پرشبہ ہے۔

اسے عزیز واپوری کرنا انگریزی قانون کے رو سے جرم ہے۔ اگر تھارو  
 مدرس تھیں چوری کی چیز سمیت عدالت میں بھیج دیں تو تم فوراً قید ہو جاؤ۔  
 جو چور جیلانوں میں قید ہیں وہ بھی چھپن میں تمہاری طرح چھوٹی چھوٹی چیزیں  
 چرایا کرتے تھے۔ جب شاق ہو گئے تو پھر سیکڑوں، ہزاروں روپیہ کی چوری

کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انکی عمر کا بہت بڑا حصہ جینی فون میں گزر جاتا  
 ہے۔ چور کا کوئی اعتبار نہیں کرتا نہ کوئی پاس بیٹھنے دیتا ہے۔ یہ بہت بُری  
 اور خطرناک عادت ہے۔ اسکو چھوڑ دو۔ اگر کسی کی کوئی چیز مدرسہ میں چھائے  
 اور تم کو اتفاق سے ملے تو اُسے چپڑا سنی مدرسہ کے حوالے کر دو اور  
 دوسرے دن دریافت کر کے اصل مالک کو دلو اور۔ بعض اوقات ایسا  
 بھی ہوتا ہے کہ چھٹی کے وقت جلدی میں ایک کی چیز دوسرے کے بستہ میں  
 بندھ کر چلی جاتی ہے۔ بعض نادانی سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر ہم اس چیز  
 کو مدرسہ میں لے گئے تو ہمیں چوری کی تہمت لگیگی یہ بڑی غلطی ہے۔ دوسرے  
 روز جماعت میں آکر کہہ دو کہ یہ چیز کل بھولے سے جلدی میں میرے بستہ  
 میں بندھ کر چلی گئی تھی جسکی بے وفائی ہے۔ اسکو کوئی چوری نہیں کہتا۔  
 بلکہ یہ تو عین ایمانداری ہے۔ تم اپنے اوپر قیاس کر لو کہ اگر تمہارا وہیہ گر  
 پڑے تو تمہیں کس قدر رنج ہوتا ہے۔ اُسوقت تمہارا دل یہ چاہتا ہے  
 کہ جسکو ملا ہو وہ تم کو ڈھونڈ کر تمہارا وہیہ تمہیں دیوے۔ اسی طرح ہر ایک  
 چاہتا ہے کہ میری گم شدہ چیز فحش مل جائے۔ بعض لڑکوں کا یہ تاہم ہوتا  
 ہے کہ جہاں کسی گھیت کے پاس سے نکلے تو گاجر، مولی، تیرا پڑ، خربزہ یا گستا



توڑ کر چوسنے لگے یا لیکر چلیے۔ اگر مالک دیکھ لے تو خوب طرح پٹتے اور  
 کھان پکھانتے ہیں۔ اور اگر مالک کو کسی طرح خبر نہ ہو تو اپنی حرکت کو بڑی  
 ہوشیاری اور چالاکی کے پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ اپنے گھر سے بغیر  
 اجازت و اطلاع والدین روپیہ پیسہ یا کوئی آؤر چیز لے جانا بھی چوری ہی  
 داخل ہے۔ دراصل چوری کی عادت ہی اسی طرح پڑتی ہے جس طرح بے تامل  
 گھر کی چیز کو باہر لے کر منافع کر دیتے ہیں اسی طرح غیر کی چیز کو اٹھا لیتے ہیں  
 جو چیز دوسرے کی ملک میں ہو خواہ والدین یا آؤر کوئی قریبی رشتہ دار کیوں  
 نہ ہو تسہلہ اجازت مالک کے ہرگز چھوڑنا بھی نہ چاہئے۔ بے اجازت لینا  
 بڑھتے بڑھتے چوری بن جاتا ہے۔ چوری ہر مذہب کے روسے گناہ اور  
 قانون کے روسے جرم اور دنیا کے روسے بدنامی و ذلت و غواری کا  
 باعث ہے جس گھر میں کسی لڑکے کو چوری کی عادت ہو اسکی بربادی  
 میں سارا گھر کا گھر بدنام ہو جاتا ہے۔

## فرائض آسودہ طلباء

اے عزیزو! تم خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاؤ کہ جس نے تمہیں کھانیکو

اچھی غذا پینے کو عمدہ لباس رہنے کو خوبصورت مکان اور نچ کر نے کو  
 وافر روپیہ دے رکھنا ہے۔ یہ باتیں ہر ایک کے ذریعہ نہیں ہین چہاں  
 بلکہ تمہاری جماعت میں بعض ایسے لڑکے بھی ہین کہ جنکو اپنے والدین  
 کی منطقی کے باعث فیس دینا یا کتاب وغیرہ خریدنا یا جاڑوں میں گرم  
 کپڑا بنانا نہایت دشوار ہے۔ چارے فیس دیتے ہین مگر بڑی وقت  
 سے کتاب خریدتے ہین مگر بڑی مشکل سے۔ گرم کپڑا جلتے ہین مگر بڑی  
 سستی سے۔ ایسے لڑکوں کی امداد تم پر فرض ہے۔ جب کبھی انکو کچھ نقد  
 یا کوئی کپڑا دے تو اس طرح سے دو کہ کسی کو خبر نہو۔ اگر وہ لوگ تمہارے سلوک  
 کو کہیں شکر گزاری کے ساتھ بیان کریں تو بیشک کریں۔ اور اگر نہ بیان  
 کریں تو بھی کچھ پرواہ نہ کرو کیونکہ تم نے یہ سلوک اپنے خدا کے خوش کرنے  
 کے واسطے کیا تھا نہ اس واسطے کہ زید و بکر تمہارا احسان مانیں تمہیں اس  
 نیکی کے عوض خداوند کو ایم خود نیک بدلا دیگا۔ نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی۔  
 اسکی ایک نقل درج ذیل ہے اسکو غور سے پڑھو۔

## نقل

ایک روز ایک یم صاحب گڈی پر سوار ہو کر کہیں جا رہی تھیں۔ انکو ٹرک

پر ایک ایک کا نظر زیادہ بیچارہ درہند پا اور تھکا ہوا معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہ سنے  
 کو چوان سے کہا کہ اسکو گھڑی پر بٹھا لو اور کہہ کر ایہ عین دید ونگی۔ جب  
 گھڑی ٹاٹکا معجزہ تھی تو اس معاملہ میں صاحب کو سلام و دعا کر دیا کہ وہ کبھی کسی  
 قریب کے بندہ نگاہ پر اس المذہب سے۔ ایسے جاتا ہے کہ وہ اس ماحمی کا کام  
 کرے۔ بیس سال کے بعد اسی۔ ترک پر ایک بھری کپتان گھڑی پر سوار  
 چلا جاتا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ضعیف العمر۔ ست پیادہ پانچنگی ہوئی علی جا رہا  
 ہے۔ اُس نے کو چوان سے کہا کہ گھڑی ٹھیرا کر اس ضعیف کو بٹھا لو اسکا کرایہ  
 عین دو گنا۔ جب انہوں نے پاس کی چکی پر پہنچ کر گھوڑے سے اتر کر  
 ضعیف نے کپتان کا شکریہ ادا کر کے یوں کہا کہ اب مجھے کرایہ دینے کی  
 توفیق نہیں کپتان نے اسے جواب دیا کہ مجھے تمہا سے بیسی نور توں کو  
 پیادہ پانچتے ہوئے دیکھ کر ترس آتا ہے۔ اور اپنا حال یوں بیان کیا  
 کہ اس بات کو ۲۰ سال گزرے ہیں میں اُن دنوں لڑکا تھا اور غریبی  
 کی حالت تھی۔ بچہ یا وہ ہے کہ عین اسی جگہ کے قریب میں ترک پر چلا جاتا  
 تھا تو ایک رندل میم صاحب نے اپنی گردن سے کرایہ دیکر مجھے گھڑی میں بٹھا  
 لیا تھا جس وقت اُس ضعیف نے یہ بات سنی تو آہ سرد بھر کر کہا کہ میں

وہی میم ہوں۔ انہی ایام سے میرا حال دگرگون ہے۔ کپتان نے کہا کہ خیر  
میں نے بہت سارے پیہ کیا ہے اور اب میں اس واسطے آیا ہوں کہ  
گھر میں بیٹھ کر آرام سے زندگی بسر کروں۔ جب تک تم زندہ ہو ۲۵ پونڈ  
سالانہ مجھ سے لئے جاؤ۔ وہ ضعیفہ روئی اور کمال شکرگزاری کے ساتھ  
لقہ کے عطیہ کو قبول کیا۔

اس میم صاحبہ کی نیکی ضائع نہ ہوئی۔ ۲۰ سال کے بعد اسی رط کے سے اُس کو  
خدا نے نیک عوض دلوا دیا

## فرائض، طہارات و کلام

اسے غرور نہ رہا۔ ہر شے سے پہلے نماز تین پندرہ حرکات تم سے ہوتی ہیں انکا  
تہا رسے والدین یا بہن کچھ خیال نہیں کرتے۔ بڑی خوشی کے ساتھ یہ  
بکر پہلا دیتے ہیں کہ ابھی یہ نادان۔ کچھ بھلائی بڑائی کی تمیز نہیں۔ مگر  
وہ زمانہ گیا اب تم عنایت الہی سے ہوشیار ہو۔ بڑی بڑی جانتوں میں پڑھتے  
ہو۔ بڑے بڑے نادور مضامین تمہاری نظر سے گذرتے ہیں۔ اب تم ایسی  
عادات و اخلاق پیدا کرو کہ تم سے تمہارے والدین یا بہن یا ہم عمرات

اور نیز مجھ کو کتب طلباء آرزو رہے ہوں۔

ان کتابوں کے واسطے افسر ذیل پر توجہ رکھو۔

اول۔ اپنے منہ پر سے گالی گلوچ کبھی نہ نکالو۔ گھر میں اگر تہا یہ سچ چاہو  
 ہیں بھائی تمہیں وق کر میں یا کالی چیر تہا رسی بگاڑیں تو غصہ میں آکر انکو ہرگز  
 فحش گالی مت دو کیونکہ فحش گالیان دینا کینہہ لوگوں کا کام ہے۔ علم پڑھو  
 واسطے کو اپنی زبان ایسے ناپاک و ناشائستہ الفاظ سے کبھی آلودہ نہ کرنی  
 چاہئے۔ جو لڑکے آزدن کو گالیان دیتے ہیں انکو اپنی نسبت گالیان  
 سننی پڑتی ہیں۔ اور چونیک لڑکے گالیوں کو برا سمجھکر منہ سے نہیں  
 نکالتے انکو ہرگز کوئی گالی نہیں دتا۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے اگر آپس میں  
 گالیان بکین تو انکو جھڑک کر روکو۔ اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں تو انکو انکے  
 بدترس کے روبرو پیش کرو۔ یہ نہیں کہ تم خود انکو سزا دو۔ یہ تہا را منصب  
 نہیں ہے۔ تہا را یہی فرض ہے کہ انکو جھڑک کر منع کرو۔ بس آؤ کہ نہیں  
 دوم۔ مدرسہ میں جو چیزیں سرکار کی طرف سے تہا رے استعمال کے  
 واسطے موجود ہیں انکو ایسی احتیاط سے برتو کہ جیسے تم اپنے گھر کی چیزیں  
 کو برتتے ہو۔ فرش۔ پنچین۔ تختہ پورڈ۔ ڈسک۔ نقشے۔ پانی پینے کے

برتن وغیرہ سب تہاری خاطر ہیں۔ کبھی کوئی صاحب ضلع یا صاحب ڈاکٹر صاحب انسپکٹر ہوا دریاں چیزوں کو کام میں نہیں لاتے محض تہارے واسطے بنوائی گئی ہیں۔ جب تہارے واسطے میں تو انکو خواب کرنا بڑی بیوقوفی ہو طلبہ اسقدر بے احتیاطی سے نقشبون کو استعمال کرتے ہیں اتنا کسی اور چیز کو نہیں کہتے۔ ناخن چھو چھو کر شہروں پہاڑوں۔ دریاؤں وغیرہ کے نام اڑا دیتے ہیں نیچے سے کپڑا نکل آتا ہے۔ اسکے واسطے یہ بتاتا ہے کہ رومی کاغذ کی ایک چھوٹی سی بٹی بناؤ اور اسکو سجائے ناخن کے نقشہ پر رکھ کر جو جو کچھ دیکھنا ہو دیکھو۔

سوم۔ اپنی جماعت یا اپنی عمر کے لڑکوں سے میل جول رکھو۔ چھوٹے لڑکوں سے زیادہ بات چیت کرنے سے رعب جاتا رہتا ہے۔ تم چھوٹے لڑکوں کے واسطے بنسز لڑکھنڈاؤں کے ہو۔ اگر تم انکے ساتھ میل جول رکھو گے تو پھر وہ تم سے ہرگز نہیں ڈریں گے اور نہ تہارے کہنے پر پھر شرارت سے باز آئیں گے۔ جب کبھی کوئی مدرس بیمار یا غیر حاضر ہو تب ہی تو ہیڈ ماسٹر لوگ بڑی جماعت کے کسی لڑکے کو اسکی جگہ کام کرنے کے واسطے بھیجتے ہیں۔ پس ایسا نیک و عمدہ رو یہ اختیار کرو کہ جیسا ایک مدرس

## کوزیہا ہے۔ مشرق چھوٹی چھوٹی ٹیڈین

(۱) حکام یورپین مثلاً عالیجناب مٹلی القاب صاحب گورنر جنرل بیاد  
عالیجناب نواب نصرت گورنر صاحب بیاد جناب صاحب کشترباورد۔  
جناب صاحب ڈپٹی کشترباورد جناب اسٹنٹ کشترباورد جناب صاحب  
ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بیاد پولیس صاحب اسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ  
بیاد پولیس صاحب سول سرجن بیاد اور دیگر حکام یورپین جن کے  
عہدے بیاعت طوالت بیان نہیں کئے جاسکتے۔ حکام ہندوستانی دو دیگر  
مفتز جہدہ داران مثلاً صاحب سب آرڈینٹ جج بیاد صاحب اکشر اسٹنٹ  
بیاد تحصیلدار صاحب نصف صاحب نائب تحصیلدار صاحب اسٹنٹ  
سرجن ڈسپنٹل اسٹنٹ۔ انکے علاوہ اور لوگ جو معزز تہیون پر ہیں۔ انکو  
جب کبھی شرک پر یا بازار وغیرہ میں دیکھو تو غور و سلام کیا کرو۔ اگر سلام کا جواب  
نہ ملے یعنی سلام قبول نہ ہو تو اس بات کا کچھ خیال مت کرو۔ حم نے اپنا  
فرض ادا کر دیا جس نے سلام قبول نہیں کیا وہ اسے فرض میں قاصر رہا۔  
حکام کا بیان تو ہو چکا۔ اسکے سوا آذر بہت لوگ ہیں جنکو سلام کرنا ہمارا

فرض ہے۔ مثلاً اپنے رشتہ دار اور اُنکے ملاقاتی۔ بدزسین۔ شہر کے حکیم۔  
 شہور مولوی۔ پنڈت۔ ایڈیٹر اخبار۔ پادری۔ ہندو ریفارمر مسلمان ریفارمر  
 روسائے شہر۔ مثلاً پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی۔ وائس پریزیڈنٹ۔ دیگر میونسپل  
 کسٹرنان۔ دکانے عدالت۔ سپرنٹنڈنٹ ضلع۔ انسپکٹر پولیس۔ ڈپٹی انسپکٹر  
 پولیس۔ اپنے ہم جماعت لڑکے۔ اپنے ہم کتب لڑکے۔ سلام کرنے میں نہ کچھ  
 ہرج بوج ہے اور نہ دیر لگتی ہے۔ سلام کرنا بڑے اخلاق کی اور نہایت  
 خوبی کی بات ہے۔ نہ کرنا غور و کج اخلاقی میں داخل ہے۔

(۲) اگر کوئی مسافر تم سے سرسے کا یا ریل کے اسٹیشن کا یا کسی کے مکان  
 وغیرہ کا پتہ پوچھے تو بڑے اخلاق کے ساتھ اُسکو پورا پورا پتہ بتاؤ۔ اور اگر  
 کوئی بات تم کو معلوم نہ ہو تو اُسکو اُس شخص کا ٹھیک ٹھیک پتہ دو جس سے  
 وہ اپنا مطلب حاصل کرے۔ مسافر کے ساتھ اخلاق و ہربانی سے پیش آنا  
 بڑی خوبی کی بات ہے۔

(۳) اگر کسی کا مکان جلتا ہو اور تھارا دان سے گزر ہو تو وہاں گھر سے  
 ہو کر تاشا دیکھنا بڑی سخت بیرحمی ہے۔ اُس وقت یہ کام درپیش ہو سکے تو  
 (۱) پولیس یا کسی حاکم کو اطلاع کرنا (ب) پانی لانا (ج) پانی پکڑانا (د)



چلتے ہوئے مکان میں سے اسباب باہر لانا (۴) آگ بجھانا۔ ان میں سے  
میں کام کے انجام دینے کے لائق تم اپنے آپ کو سمجھو اُس سے ہرگز ویرغ  
نہ کرو۔ مگر طاقت و ہمت کو جانچ لو اور پھر کرو۔ اس وقت کوئی کام نہ کرنا اور چیکو  
کھڑے ہو کر تماشا دیکھنا اخلاق و ہمدردی کے بالکل خلاف ہے۔

(۴) علیٰ ہذا القیاس اگر کسی کا مکان گر پڑے تو وہاں بھی امداد سے ویرغ  
نہ کرو۔ اُس پاس کے لوگوں کو مدد کے واسطے بلانا بھی بہت بڑا کام ہے۔  
غرض جو حقوڑی بہت مدد تم سے ہو سکے وہ ضرور کرنی چاہئے۔

(۵) بیمار کی عیادت تم پر فرض ہے۔ اپنے عزیز و اقارب یا ہم جہتوں  
میں سے اگر کوئی بیمار ہو تو اسکی عیادت ضرور کرنی چاہئے جو بات اُسکے  
ساقہ کروا بہتہ کرو بلند آواز سے ہرگز نہ کرو۔ کسی بدخبر کا اُس سے ذکر  
نہ کرو۔ غرض کوئی بات ایسی نہ کرو جس سے اُسکے کمزور دل کو بچ پٹینچے۔ اگر  
ہو سکے تو ایسی باتیں کرو جن سے اُسکو فرحت ہو۔ بیمار کی طبر نہ لینا گویا اُسکو  
یہ سکھانا ہے کہ وہ تمہاری بیماری میں تمہاری بھی خبر نہ لے۔

(۶) وہ سرے کی خیر ہرگز ہے اجازت نہ لو۔ یہ ایسی بُری عادت ہے  
کہ اگر بچہ ہو جائے تو چوری کی سیڑھی بن جاتی ہے۔ جب تم اُس سے

اپنا کام لے چکد تو شکریہ کے ساتھ واپس کرو۔

(۷) اپنی کتاب میں احتیاط سے استعمال کرو۔ کتاب بغیر جلد کے ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتی اس واسطے چاہئے کہ اسکو جلد کر اگر برتو۔ اگر کوئی چھوٹی سی کم حجم کی کتاب ہو تو اسکی پتلی سی جلد بندھ سکتی ہے۔ جو لڑکے کتاب میں سنبھال کر نہیں رکھتے وہ گویا والدین کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔ انکی محنت کا روپیہ اپنی عفت سے ضائع کرتے ہیں

(۸) اگر کوئی لڑکا تم سے سبق کہلانا چاہے تو بشرط فرصت اس سے درس بخ نہ کرو۔

(۹) کسی کے سامنے ناک یا منہ میں انگلی ڈالنا ہرگز نہ چاہئے اس سے آذرون کی طبیعت بیزار ہوتی ہے۔

(۱۰) جب ڈکارا دے تو منہ بند کر کے آہستگی سے ڈکار لو۔ بلند آواز سے ڈکار لینا بہت بُرا ہے۔

(۱۱) مدرسہ میں بعض شوقین لڑکے گانے لگتے ہیں۔ اس سے مدرسہ کی بے حرمتی ہے۔ یہ ہرگز زیبا نہیں۔ مندرون۔ مسجدوں اور گرجوں کے بعد اگر کوئی عمارت قابلِ تنظیم ہے تو سکول یا کالج ہیں۔ مندرون یا گرجوں میں

جو اشعار گائے جاتے ہیں وہ بر محل ہوتے ہیں۔ مدرسہ تعلیم پانے کی جگہ ہو گائے کی جگہ نہیں ہے۔

(۱۳) کسی انیسے یا کانسے یا پانچ یا لنگڑے کو ہرگز اس بیماری کے نام سے نہ پکارو اور نہ اسکو ٹھٹھہ کرو۔ خدا سے ڈرو۔ اگر ٹھٹھہ کر گئے تو ممکن ہے تم بھی ایسے ہو جاؤ۔

(۱۴) اگر کوئی اندھا رستہ پوچھے تو کمال رحمہالی سے اسکو رستہ بتاؤ۔  
(۱۵) کھانا کھانے کے وقت خیال رکھو کہ سالن یا دال وغیرہ کپڑوں پر نہ گرے۔ اور دسترخوان یا رکابی پر ذرا تھک کر نولے منہ میں ڈالو تو کپڑوں پر داغ نہیں لگتے۔

(۱۶) کھانا کھانے کے بعد دو تین مرتبہ کلی کیا کرو۔ اور جب ہاتھ دھو چکو تو انگلیوں اور ناخنوں کو تولیہ یا انگوچھہ دپرنا سے ضرور پونچھو۔

(۱۷) جب دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے ہوں تو خواہ مخواہ دخل مت دو۔ جب تم سے وہ کوئی بات پوچھیں تو پھر بیشک جواب دو۔

(۱۸) اگر کوئی شخص بات کر رہا ہو تو اس بات کو قطع کر کے خود بات کرنے لگنا بد اخلاقی میں داخل ہے۔

(۱۸) اگر کہیں اتفاق سے تم لوگ اکٹھے ہو کر باتیں کرنے بیٹھو تو اُس وقت کوئی لبنی داستان یا قصہ نہ چھیڑ دو کہ جس سے دوسرے بیزار ہو جائیں اور آنکوبات کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔

(۱۹) اگر دو شخص آپس میں الگ کھڑے ہو کر کوئی بات کریں تو یہ بہت مت سمجھو کہ تمہاری شکایت ہے اور نہ اُسکے سُنے کی کوشش کرو بیوقوف ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ عام طور پر اُٹھا کر نامناسب نہیں ہوتا۔

(۲۰) اگر کوئی خط لکھتا ہو تو دیکھنے کی کوشش نہ کرو۔ بیگانہ خط کھولنا یا پڑھنا بہت بُرا ہے اور قانوناً جرم ہے۔

(۲۱) اگر کسی ہندو یا مسلمان یا عیسائی کا جنازہ رستہ میں ملے اور تم اُس وقت ہنستے یا باتیں کرتے چلے آتے ہو تو خاموش ہو جاؤ۔ بلکہ یہ خیال کرو کہ ایک دن ہمیں بھی یہی نیلے اسی طرح اُس جگہ جانا ہے جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔

(۲۲) جب آپس میں ایک دوسرے کو چچا رو تو جی بکھر چکا جیسے گنگا رام جی یا فیروز خان جی۔

(۲۳) جب کوئی بات سنو تو اُسکو تحقیق کرنے کی عادت پیدا کرو۔

(۲۴) اپنے اور غیر مذہب والوں کے عبادت خانوں کی تعظیم کرو۔ وہاں

جا کر کوئی حرکت یا کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس طریق کے خلاف یا ناپسند ہو۔ غیر مذہب والوں کے عبادت خانوں میں اول تو جانا ہی نہیں چاہئے اور اگر کسی اتفاق سے چلے جاؤ تو پھر وہاں خاموشی سب سے عمدہ اور بہتر چیز ہے۔

(۲۵) مذہبی بحث سے حتی الامکان کنارہ کرو۔ مذہبی بحث کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیٹھے بٹھائے عداوت ہو جاتی ہے۔ طالب علموں کو مذہبی بحث سے مطلب ہی کیا۔

(۲۶) کسی کے مذہب کی توہین نہ کرنی چاہئے کیونکہ یہ خلاف اخلاق ہے اور قانوناً جرم ہے۔

(۲۷) بعض لڑکے جانوروں کے سسٹے میں بڑے خوش ہوتے ہیں یہ بہت اہمیت اور بے رحمی کی حرکت ہے۔ جانور بے زبان ہیں انکو ہرگز نہ چھیڑنا چاہئے۔

(۲۸) جب کوئی کام تمہارے سپرد ہو تو اسکو چپ ہو کر کھڑے دیکھنا یا اس امر کا منتظر رہنا کہ کوئی دوسرا کرے ہرگز نہ چاہئے۔ بلکہ اسکو عمدہ طرح سے پورا کر کے والدین یا مدرسین یا جگادہ کام ہونے کے حوالے کرو۔

(۲۹) حقہ پینا ترک کر دو۔ علاوہ نقصان کے اس میں بڑی تضحیٰ و فساد ہوتی ہے۔

(۳۰) اپنے کپڑوں کو احتیاط سے رکھا کرو۔ بے احتیاطی سے کھینا بھی بڑا عیب ہے۔

(۳۱) جب غصہ آوے تو حتی الامکان اُسکو روکو۔ غصہ کو قابو میں رکھنا بڑی خوبی ہے۔

(۳۲) جب کہیں تم ملکر بیٹھو ہو اور وہاں باتوں باتوں میں دو آدمیوں کو غصہ آجائے تو اُسوقت اُن دونوں کا غصہ فرو کرنا بہتر ہے۔

(۳۳) اگر کوئی بوڑھا آدمی تم کو نصیحت دے تو بڑے غور سے اُسکو سنو اور اُس پر غلٹی کرنے کی کوشش کرو۔ اور یہ ہرگز خیال نہ کرو کہ ناصح نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ بلکہ جو اُس نے امتحان پاس کیا ہے اُس کی ابھی تمہیں اُمت تیرے بھی نہیں آتی۔ وہ امتحان کیا ہو؟ دنیا کا تجربہ۔ اُس نے سیکڑوں نیک و بد واقعات دیکھے ہوئے ہیں۔ اُسکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلان فلان کام کرنے سے اتنے اچھے نتائج

فائدہ یا نقصان اٹھایا۔ اسی موقع کے واسطے شیخ سعدی شیرازی لکھتے ہیں

مرد باید کہ گیرد اندر گوش درد و نبشت ست پذیر دیوار

(۳۳) ہر بات پر قسم اٹھانا بالکل معیوب ہے۔ اس سے یہ مطلب پایا

جاتا ہے کہ جو بات تم بغیر قسم کھائے کرتے ہو وہ سب جھوٹ ہے۔ اور جو

قسم کھا کر کرتے ہو وہ درست ہے۔ بات بات پر گنگاجی۔ زیوی۔ پریش

یا کلام اللہ و خدا کی قسم اٹھانا خلاف اخلاق ہے اور بہت واہیات عادت ہے۔

(۳۵) شام ہونے سے پہلے اپنے گھر آ جایا کرو۔ شام کے بعد کبھی اپنے

مکان سے غیر حاضر نہ ہونا چاہئے۔

(۳۶) جب کبھی خیرات کرنا چاہو تو پہلے معذور محتاجوں کو دو۔ مثلاً اندھ

نگرے۔ پا بج۔ کوڑھی یا جو بیعت ضعیفی و ناتوانی کسی طرح کی کوئی نعمت

نہیں کر سکتے۔ ان اگر کچھ بچے تو پھر تندرست محتاج کو دو۔ ہر مذہب میں محتاج

کو خیرات دینے کی ہدایت ہے۔

(۳۷) بازار یا گلی میں چلتے چلتے کوئی چیز کھانے کی تیزی میں داخل

ہے۔ کوئی یورپین (فوجی گوردن کو چھوڑ کر) یا کوئی شریف ویسی بازار میں

کھڑا ہوا یا چلتا ہوا کوئی چیز نہیں کھاتا۔

(۳۸) ایک کاپی ذاتی حساب کے واسطے بناؤ۔ اور جو کچھ جس کام کے واسطے خرچ کرو اُس میں ضرور درج کرو۔ اور ایک ماہ کے حساب کو دوسرے ماہ کے حساب کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھو کہ کس قسم کے خرچ میں زیادتی ہوئی ہے اور کس میں کمی۔ تمہارے خرچ کی تین بیہ میں (۱) فیس ماہواری۔ (۲) کتاب اور دیگر ضروریات مدرسہ کا خرچ (۳) دھوبی کا حساب (۴) فطرت و کتابت کا خرچ (۵) اخبار کا خرچ (۶) موسیٰ چل ترکاری کا خرچ (۷) کپڑے لئے کا خرچ۔ غرض اگر کہیں دھری کی کوٹیاں بھی خرچ کرو تو وہ بھی درج کر دو۔ اس سے ایک تو یہ فائدہ ہے کہ حساب کتاب رکھنا آ جاتا ہے اور زمانہ ملازمت میں بڑا فائدہ دیتا ہے۔ دوسرا ہوشمندی۔ کفایت بخاری اور احتیاط کا پورا سبق ہے۔

(۳۹) جب قدر نقدی مثلاً پیسہ دس یا وہ گھر سے ملے اُسے سیونک پنک وٹا کنڈ میں جمع کرو۔ کم از کم ہر جمع ہو سکتے ہیں۔ اور جب کسی کام کے واسطے ضرورت نقدی کی ہو وٹا کنڈ سے براہ ذکر سکتے ہو۔

(۴۰) طلباء کا نیلام میں جانا بنایت برآ ہے۔ وہ ان میں خرابی جوتی ہے کہ انہیں ارزان چیزوں کو دیکھ کر اٹھی ہی دل چاہتا ہے کہ یہ بھی خرید لیں وہ بھی خرید



میں حالانکہ ضرورت نہیں ہوتی۔ نیلام میں جانے سے فضول خرچی کی عادت پڑ جاتی ہے۔

(۴۱) اگر کوئی بوجھ والا بوجھ اٹھوانے میں مدد مانگے تو کبھی دریغ نہ کرو۔

ہر کسی کے نیک کام میں مدد کرنا بڑی خوبی کی بات ہے

(۴۲) آپس میں طنز آمیز ٹھٹھے مزاح کی گفتگو ہرگز نہ کرو اس سے بخش

پیدا ہوتی ہے بلکہ ظرافت وہ بہتر ہے کہ کرنے والا اور سننے والے سب

بلاغ باغ ہو جائیں۔ سنج و مسجانب پر اپنا عمل رکھو۔

(۴۳) اگر کسی محفل میں تم بیٹھے ہو اور اتفاق سے جگہ تنگ ہو اور کوئی اور

شخص باہر سے شریک محفل ہونے کے واسطے آوے تو تم اٹھ کھڑے ہو اور

اپنی جگہ پر اس کو بٹھا دو۔

(۴۴) جب دعوت وغیرہ کے موقع پر کسی کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کا اتفاق

ہو تو اچھی اچھی چیمبریں دوسرے کے آگے کھانے کے واسطے رکھو۔ دوسرا

ایسا حریص نہیں ہوتا کہ وہ تمہیں نہ کھانے دے سب کچھ خود کھائے بلکہ

وہ اس بات پر زور دے گا کہ تم کھاؤ۔ آخر محبت سے دونوں کھاؤ یہ ہو گے۔

(۴۵) - یا ستون میں جو علماء ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ فرمانروائے ریاست

رہتا بہت مشکل ہے۔ گرمی کے موسم میں جو کپڑے پنجاب کے اندر پہنے جاتے  
 ہیں وہ سب درست ہیں مگر کوٹ اور کمرتہ خصوصاً باریک کپڑے کا بہت  
 بڑی غلطی ہے۔ باریک کپڑے میں سے لو بدن کو جا کر لگتی ہے اور بدن  
 بروقت گرم رہتا ہے۔ اگر ٹھٹھے یا ڈر کسی موٹے کپڑے کے کرتے ہوں تو  
 باہر کی گرم ہوا اندر اثر کرنے نہیں پاتی۔ بلکہ پسینہ آنے کے بعد بدن ٹھنڈا رہتا  
 ہے۔ انگریزوں کی طرف دیکھئے سرد ملک کے رہنے والے ہیں۔ انکو چاہئے  
 تھا کہ ہندوستان کی سخت گرمی جالی کے کپڑے پہنتے۔ مگر ایسی دانشمند قوم  
 ہے کہ خورش بھی جیکھا نہ اور پوشش بھی جیکھا نہ۔ گرمی کے موسم میں عموماً توڑ  
 لوگ عین کی پتلون اور عین کا کوٹ پہنتے ہیں اور قمیص ہمیشہ وینر ٹیڈ کی کھتر  
 پہنتے۔ بخلاف انکے ہم لوگ اک تارسی ملین کرتوں کے واسطے تلاش کرتے پھرتے  
 ہیں۔ ایک تو لاگت زیادہ دوسرا بے آرامی۔ قمیص ٹیڈ کی یا ٹھٹھے جیسے بوٹے  
 کپڑے کی ہونی چاہئے۔ سردی میں اس بات کی احتیاط ضروری ہے کہ  
 جس وقت صبح کو اٹھو تو لحاف کے اندر کپڑے پہن کر اٹھو۔ لحاف کا کرنگے  
 بدن کپڑے پہننا اچھا نہیں۔ گرم ہوئے ہوئے بدن کو سرد ہوا لگنے سے سرد  
 نہ کلام اور ذات المرہہ کی بیماری ہو جاتی۔ گرمی کے موسم میں لیونیڈ سوڈا

یا شربت وغیرہ کا استعمال بہت کم کرو۔ ٹھنڈا پانی عجیب نعمت ہے۔ جیسی پیاس پانی سے بجھتی ہے اؤر کسی چیز سے نہیں بجھتی۔ خداوند کریم نے ظالم پانی کو جو انسان کے پینے کے واسطے پیدا کیا ہے اسکی قدر اس واسطے معلوم نہیں ہوتی کہ جسم کے اندر کا حال نظر نہیں آتا جسم کے اندر جو کام یہ پانی غذا کے تحلیل و ہضم کرنے میں کرتا ہے وہ اگر آنکھ سے نظر آ جائے تو کوئی شخص شراب۔ لیوینیڈ۔ سوڈا اور یا شربت وغیرہ کا نام نہ لے۔ دوم کثرت سے پینے کے سبب اسکی قدر نہیں۔ اگر گھر سے باہر پیاس لگے تو متی الاسکان تالاب یا جو ہڑیا نامے یا نالی کا پانی ہرگز مت پیو۔ کسی کنوئین پر جا کر پانی پی لو۔ جب کبھی بارش وغیرہ سے کپڑے بیگ جاوین تو گھر میں آکر فوراً انکو اتار دو اور خشک کپڑے پہن لو۔ سیلی جگہ پر سونے یا بیٹھنے سے ضرور پرہیز چاہئے برسات کے موسم میں اگر برداشت ہو تو ایک گرم واسکٹ ضرور پہنا کر جب دھوپ نکلے تو اپنے کپڑے جو گھڑی میں بندھے ہوں انکو اوپر کھینچو اور ہاتھ کو نکھال لیا کرو تاکہ نم دور ہو جائے۔ نم نہ کپڑوں کے واسطے اچھی ہے نہ بدن کے واسطے اس سے ضرور بچو۔

ورزش مہمانی اہل قلم کے سوا اکثر پیشے ایسے ہیں کہ جن میں جسمانی محنت کا کام

پڑتا ہے اور اس محنت کے طفیل غذا نہایت عمدگی سے ہضم ہوتی ہے۔ اور  
 ہضم ہونے کا یہ نشان ہے کہ بھوک خوب لگتی ہے۔ پیشہ ور لوگ ایسی جانی  
 محنت کے سبب تندرست رہتے ہیں۔ غذا نسبت اہل قلم کے مقدار میں  
 بہت زیادہ کھاتے ہیں۔ اور تندرستی انکے ساتھ ایسی لازم ملزوم ہوتی ہے  
 جیسے اہل قلم کے ساتھ طرح طرح کی بیماریاں۔ اہل قلم جب آپس میں صحت کے  
 بارہ میں گفتگو شروع کرتے ہیں تو ایک صاحب ایک عارضہ کی شکایت کرتے  
 ہیں۔ دوسرے صاحب انکے جواب میں دوسرے عارضہ کی علیٰ ذالقیاس  
 تیسرے صاحب کسی آؤر کی اور چوتھے صاحب کسی آؤر عارضہ کی شکایت  
 کرتے ہیں۔ اور بعض صاحب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کو کئی ایک عارضوں  
 کی شکایت ہوتی ہے۔ حالانکہ جیسی لذیذ و نفیس غذا اہل قلم کو عموماً نصیب  
 ہوتی ہے ویسی پیشہ ور لوگوں کو خواب میں بھی نظر نہیں آتی۔ دال ساگ  
 اور خشک روٹی کھانے سے پیشہ ور آدمیوں میں جو طاقت و صحت ہوتی  
 ہے وہ اہل قلم کو ادویات اور گوشت پلاؤ کھانے سے بھی کمی نصیب  
 نہیں ہوتی۔ ان تمام باتوں کا جواب ایک مختصر فقرہ میں آجاتا ہے۔ وہ  
 یہ ہے کہ اہل قلم کو دماغی محنت پڑتی ہے جہاں حرکت و کچھ دماغ نہیں ہوتا

اسے عزیز و احب اہل قلم کے گروہ میں شامل ہو تم لوگ جس قدر محنت و محنت  
 و خواندہ میں کرتے ہو وہ سب و ماغی ہے جسمانی نہیں ہے۔ اور صحت  
 کے واسطے جسمانی حرکت کا ہونا ایسا ضروری ہے جیسا کہ لیمپ کے واسطے  
 تیل اور پتی۔ رات دن پڑھنے میں مصروف رہنا اور تفریح کے واسطے  
 ہو اور ری کوئے اور جسمانی ورزش کے واسطے کرکٹ وغیرہ کھیلنے کو تفریح  
 اوقات خیال کرنا ایسی خطرناک غلطی ہے کہ اسکا نتیجہ عموماً موت ہوتا ہے  
 اسی قسم کے طلباء کو تیل یا دق کا عارضہ ہو جاتا ہے اور جلدی مر جاتے  
 ہیں۔ صحت کے بعد تفریح کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ تفریح کے واسطے  
 شہر کے باہر ہو اور ری کرنی چاہئے۔ گلیوں اور بازاروں کی ہوا کثیف  
 ہوتی ہے اس لئے چلنا پھرنا شہر کے باہر بہتر ہے۔ اور ورزش کے لئے  
 کرکٹ بڑی عمدہ کھیل ہے جس جگہ کرکٹ میسٹر ہو وہاں کوڈنا۔ پھاندنا۔ کبڈی  
 رشتہ کھینچنا وغیرہ بخوبی ہو سکتا ہے۔

کوئٹہ مشن ہسپتال کے ڈاکٹر سٹن صاحب ایم۔ ڈی جو بڑے عاقل طبیب  
 اور نہایت نیک اور خدا ترس ہیں اور مریض پر رعایت و درجہ توجہ کرتے  
 ہیں ان سے صحت کے بارہ میں ایک روز گفتگو ہوئی تو فرمائے کہ جسمانی

درزش کے بغیر ممکن نہیں کہ آدمی تندرست رہے۔ جو لڑکے درزش نہیں کرتے انکو یہ شکایتیں رہتی ہیں۔ اسہال پچیش۔ بدھضمی قبض۔ زکام۔ بخار۔ سستی۔ بھوک نہ لگنا بخلاوت انکے درزش کرنے والے طلباء کے بدنوں میں بھت اور ہاتھ پاؤں میں چستی ہوتی ہے۔ غذا بھت سی کھا سکتے ہیں اور ہمیشہ پیشاب و تندرست رہتے ہیں۔ درزش ایسی عمدہ چیز ہے کہ ایک پختہ دو کج۔ تفریح و صحت دونوں چیزیں اس سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

وبائے ہیضہ کے لئے مفصلہ ذیل احتیاطیں ضروری ہیں۔ ہندوستان میں وبائے ہیضہ عموماً گرمی یا برسات کے اندر پھیلتی ہے۔ اُن دنوں میں گرم کوٹ پہنا بھت ضروری ہے۔ اس سے یہ بچاؤ ہوتا ہے کہ باہر کی ہوائیں نہ جا کر اثر نہیں کر سکتی۔ پھر ناچلنا ایسی طرف ہرگز نہ چاہئے کہ جہاں تعفن ہو۔ غذا اُن ایام میں کم کھانی مناسب ہے۔ مثلاً چار چپاتی کی بھوک ہو تو تین کھاؤ۔ اور دیر بھضم چیزوں کا اُن دنوں نام بھی نہ لو۔ پیاز سرکہ دونوں وقت روٹی کے ساتھ استعمال کرو۔ کھیر، لکڑی۔ خر پنہ۔ تر بوزار اور چاولوں کو بنایت درجہ پر ہینر کرو۔ گھر کے ہر ایک درجہ میں سیر سپردا دو دیر کو ٹکڑے پیاز پڑے زمین تو بھس قدر تعفن وغیرہ ہو سکو جذب کرتے رہتے ہیں۔

پاخانہ میں اور آؤر جو جگہ تر ہو وطن خشک مٹی ڈالنا اور اس کے اوپر  
چونا پھیلا نا اور ہر ایک جگہ گھریں دو سرے تیسرے دن یا اگر ہو سکے تو  
ہر روز گندھک یا بریل تھوڑی دیر کے لئے جلانا بہت ضروری ہے۔ اٹھا  
دھواں خراب ہو اکوڑو کتا ہے۔ اس بیماری کا وہم و نگہ ہرگز اُن دنوں  
نہ کرنا چاہئے۔

## چند احتیاطین

(۱) گرمی کے موسم میں ایسا چھاتا استعمال کرو جس کا غلاف اندر کا سبز کیڑے  
کا ہو کیونکہ آنکھوں کے آگے سبزی کا رہنا بینائی کے واسطے بہت اچھا ہے  
(۲) گرمی کے موسم میں دھوپ اور ٹو کے وقت حتی الامکان بے ضرورت  
پھرنے سے پرہیز چاہئے۔

(۳) رہنے کا مکان اگر ممکن ہو تو ایسا ہونا چاہئے کہ ہوا دار ہو اور اس  
میں پانی جمع نہ ہونے پاوے اور اس کے گرد پیش تعفن نہ ہو۔  
(۴) کھانا کھانے کے بعد بیت پانی نہ پینا چاہئے۔ سائبانی و رز رش سے بھی  
پرہیز چاہئے۔

(۵) گرمی کے موسم میں قبل از طلوع آفتاب یا شام کو بیکے کے بعد جب دھوپ

کی تیزی بالکل نہ ہو کم از کم ایک میل کا گشت کرنا چاہئے۔ جاڑوں میں دھوپ  
نکلے ہوا خوری کو جانا چاہئے۔ اور گشت کم از کم ایک میل کا ہونا چاہئے۔

(۶) جاڑوں میں خواہ کیسی سردی ہو گرم پانی سے کبھی آب دست نہ کرنا چاہیو  
(۷) رات کو کم از کم سات گھنٹہ سونا چاہئے۔

(۸) متاثر طلباء کو مہینہ میں تین باسے زیادہ جامع کرنا مناسب نہیں۔ اور اگر  
اس سے بھی کم ہو تو بہت بہتر ہے۔

(۹) میوجات بعد از غذا کھانے مناسب ہیں۔ نہ کہ قبل از غذا جیسا کہ عام دستور  
(۱۰) سبزی ترکاری دن میں ایک مرتبہ ضرور استعمال کرنی چاہئے۔ ورنہ  
سوڑے کمزور ہو کر دھکنے لگتے ہیں۔

(۱۱) غذا اوقات مقررہ پر کھانی چاہئے۔ یہ نہیں کہ ایک روز آٹھ بجے  
اور دوسرے روز دس بجے۔ تیسرے روز بارہ بجے۔ غرض باقاعدہ  
وقت مقررہ پر کھانا کھانا چاہئے۔

(۱۲) ایک غذا کے کم از کم چھ گھنٹہ بعد دوسری غذا کھانی چاہئے۔ وجہ  
اس کی یہ ہے کہ غذا کا کامل ہضم پانچ گھنٹہ میں ہوتا ہے۔ اور جب تک  
وہ ہضم نہیں ہو لیتی تب تک معدہ اس کے تحلیل کرنے میں مصروف رہتا



ہے اس لئے کم از کم ایک گھنٹہ سحر کو آرام ملنا چاہئے

## فہرست اوقات ہضم غذا روزمرہ

کھانا	نام غذا	کس طرح تیار کی گئی	اوقات ہضم	کھانا	نام غذا	کس طرح تیار کی گئی	اوقات ہضم
۱	چاول	آبلہ ہوئے	ایک گھنٹہ	۱۱	شلتھ	کے پھلے	ساتھ تین گھنٹہ
۲	ساگودانہ	آبلہ ہوا	پودو گھنٹہ	۱۲	آلو	۔۔	۔۔
۳	دہل روٹی	کچی ہوئی	ساتھ تین گھنٹہ	۱۳	آلو	بھنجر ہو کر	ڈھائی گھنٹہ
۴	نان گندم	۔۔	ساتھ تین گھنٹہ	۱۴	بند گوشت	انچی ہوئی	ساتھ تین گھنٹہ
۵	نان جو	۔۔	ساتھ تین گھنٹہ	۱۵	باقی بقولات	۔۔	چار گھنٹہ
۶	نان باجرہ	۔۔	۔۔	۱۶	تارکین باقلا	کچی ہوئیں	ڈھائی گھنٹہ
۷	نان کمی	۔۔	۔۔	۱۷	دال سنو	کچی ہوئی	چار گھنٹہ
۸	نان جوار	۔۔	۔۔	۱۸	بیضہ	خام	دو گھنٹہ
۹	سیرکھلی	۔۔	ڈھائی گھنٹہ	۱۹	بیضہ	خوب آبلہ ہوا	ساتھ تین گھنٹہ
۱۰	گاجر	۔۔	ساتھ تین گھنٹہ	۲۰	بیضہ	تھوڑا آبلہ ہوا	تین گھنٹہ

۲۱	بیضہ	تلا ہوا	ساڑ پرتین گھنٹو	۳۲	مرغ	بریان	چار گھنٹو
۲۲	دودھ	کچا	سواد د گھنٹو	۳۳	بطخ	بریان	چار گھنٹو
۲۳	دودھ	ادنا ہوا	دو گھنٹو	۳۴	منجھ آبی	بریان	ساڑ ہو چار گھنٹو
۲۴	روغن زرد	گرم کیا ہوا	ساڑ پرتین گھنٹو	۳۵	شوربا کرا	.	ساڑ پرتین گھنٹو
۲۵	جہ بی	گرم شدہ	ساڑ ہو چار گھنٹو	۳۶	شوربا چورنگ	.	تین گھنٹو
۲۶	منتر کرا	تلا ہوا	پونے دو گھنٹو	۳۷	مچھلی	آبل ہونی پیرا	ڈیڑ گھنٹو
۲۷	لحم کبک (بجیہ)	بریان	ڈبائی گھنٹو	۳۸	پلاؤ	.	دیر ہضم
۲۸	لحم کبک (جھ)	بریان	تین گھنٹو	۳۹	پراہتا	.	دیر ہضم
۲۹	لحم کبک (جھ)	آبلا ہوا	تین گھنٹو	۴۰	نیرودہ	مرعق	دیر ہضم
۳۰	لحم کبک (جھ)	روستکیا ہوا	ساتھ تین گھنٹو	۴۱	میٹھ چاول	.	دیر ہضم
۳۱	چونڈ مرغ	بریان	پوز تین گھنٹو				

## پوشش

یہ روپین لوگوں کا دستور ہے کہ رات کو سونے کے وقت دن کے کپڑے اتار دیتے ہیں اور رات کا لباس لینے ایک پاجامہ اور

ایک کرتہ پہنکر سوتے ہیں۔ اگر توفیق ہو تو یہ طریق اختیار کرنا بہت اچھا ہے۔ اور اگر مقدور نہ ہو تو پھر ویسی چال کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ یعنی رات کو دھوتی یا تہ بند باندھ کر سونا چاہئے۔ مگر کسی حال میں برہنہ سونا ہرگز مناسب نہیں۔ اگر برہنہ سوتے ہو تو اس عادت کو چھوڑ دو اور دھوتی یا تہ بند کی عادت ڈالو۔ صبح کو آفتاب نکلنے سے پہلے ہمیشہ اٹھو۔ اور جب قصائے حاجت کے واسطے جائے ضرور میں جاؤ تو لوٹے یا بوتل میں اس قدر پانی لے جاؤ کہ بہت اچھی طرح سے آب دست ہو جائے۔ جوڑ کے طہارت کے واسطے کافی پانی ساتھ نہیں لے جاتے ان کے ہاتھوں اور کپڑوں میں سے بدبو آتی ہے۔ بدن کا صاف اور ستھرا رکھنا بھی ایک ضروری وصف ہے۔ اگر اس عمر میں اس کا خیال نہ رکھو گے تو پھر بڑی عمر میں تو عادت کا یہ دنیا بہت مشکل بلکہ قریب قریب محال کے ہو جاتا ہے۔ آب دست سے فراغت پاکر مسواک یا دانتن ہر روز بلا تاغہ کرنی چاہئے۔ جوڑ کے مسواک نہیں کرتے تنگے دانت بہت بد صورت ہو جاتے ہیں اور منہ میں سے بہت بُری بو آنے لگتی ہے۔ دانتوں کو اندر اور باہر سے مسواک

کے ساتھ خوب طرح صاف کرنا چاہیے۔ اس میں پانچ یا چھ منٹ سے زیادہ دیر نہیں لگتی۔ ہاتھ منہ دھو کر بالوں کو کنگھی کرنا بھی ضروری ہے۔ اس کے بعد کپڑے پہنو۔ اور جہان جہان میں لگائے ہوں وہ ضرور میں لگا دو۔ بٹون یا نگہ باند کا کھلا رہنا بھی داخل بے تیزی جو پنجاب میں سر پر صافہ باندھنے کا دستور ہے۔ اسکی بندش بڑی احتیاط سے ہونی چاہیے۔ جس کے صافہ کی بندش اچھی ہو وہ ہوشمند اور سمجھ دار معلوم ہوتا ہے اور جس کے صافہ کے پیچ گلے میں پڑے ہوں اور ان کے پیچ میں سے بال نظر آتے ہوں وہ خواہ مخواہ بیوقوف معلوم ہوتا ہے۔ اور جس کے صافہ کی ایک طرف اونچی اور دوسری طرف بہت نیچی ہو وہ اوباش معلوم ہوتا ہے۔ غرض کہ اسکی خوبصورتی اور سوز و دل ایسی ہے کہ دونوں طرفیں آپس میں برابر ہوں اور اس کے پچھون میں سے بال نہ نکلے ہوئے ہوں۔ اور پیچ ایسے نیچے بھی نہ ہوں کہ قانون کے سوراخ ڈھک جاویں کیونکہ ابکا ہر وقت ڈھکا رہتا اچھا نہیں۔ صافہ باندھنے کے بعد سر سری طور پر آئینہ دیکھ لو۔ تاکہ اگر کوئی پیچ اوپر نیچے ہوا ہوا ہو یا کہیں سے بال نکلے ہو تو

ہوں تو انکو درست کر لو مگر ایام ظاہر میں ایک دو سکیںڈ سے زیادہ وقت  
 آئینہ دیکھنے پر ہرگز نہ دگنا چاہئے کیونکہ بناؤ سنگار کرنا عورتوں کا  
 شیوہ ہے۔ مردوں کا کام نہیں۔ ان تمام ضروریات پر وہ ایسا ہنٹ  
 سے زیادہ وقت نہیں لگنا چاہئے۔ لباس کی قطع وضع کے بارہ میں میں  
 اپنی رائے ظاہر کرتا ہوں۔ میری دانشت میں کوٹ تو اس طرح کا  
 استعمال کرنا چاہئے جیسا پارسی لوگ پہنتے ہیں۔ یہہ کوٹ گھٹنوں تک  
 نیچا ہوتا ہے۔ آستینیں اسکی بالکل انگریزی وضع کی ہوتی ہے اور مٹن  
 چھپے ہوئے چھپتے ہوتے ہیں۔ گلا اسکا باہر کو اٹا ہوا ہوتا ہے جس  
 پہلوؤں میں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ غرضکہ لمبائی گھٹنوں تک ہونی چاہئے گھٹنوں  
 سے اوپر ہو تو اوجھا اور بدنما معلوم ہوتا ہے۔ پاجامہ اُریب یا چوڑا  
 بہت بُرا ہے۔ اسکے پانچے ایسے ڈھیلے ہوں کہ پنڈلی سے الگ ہیں  
 چپان نہوں۔ جوتے کی نسبت میری رائے یہ ہے کہ اگر انگریزی  
 جوتے کی توفیق ہو تو گرگابی استعمال کرنی چاہئے۔ بوٹ کا استعمال  
 کرنا موجب تکلیف ہے۔ اگر طریق معاشرت بالکل انگریزی ہو تو اس صورت  
 میں بوٹ استعمال کرنا چاہئے۔ ہم لوگوں کو جکی نشست عموماً فرش پر ہوتی ہے

بوٹ کا استعمال ہرگز مناسب نہیں کیونکہ بار بار اسکا پھٹنا و بال جان ہے  
 اگر گلابی بڑی آسائش کی چیز ہے۔ جب مدرسہ میں لڑکوں کو ناک  
 صاف کرنے کی حاجت ہوتی ہے تو وہ کمرہ ہے باہر برآمدہ  
 میں آ جاتے ہیں اور ناک صاف کرتے ہیں۔ کچھ غلاظت جو ناک  
 صاف کرتے وقت ماتھے کو لگ جاتی ہو اسے برآمدہ کے پیل پائے  
 یا دیوار کے ساتھ پونچتے ہیں اور نتھنوں کے باہر جو غلاظت  
 ہوتی ہے اسکو آستین کے ساتھ یا کوٹ کے دامن سے صاف  
 کرتے ہیں۔ ناک صاف کرنے کا یہ طریق بہت بُرا مکر وہ ہے  
 اس کام کے واسطے جیب میں رد مال رکھنا ضروری ہے۔ کپڑا  
 نہایت ارزان ہے۔ ورنہ کے دور و مال آ جاتے ہیں جو ہیں  
 روز اچھی طرح چل سکتے ہیں۔

بعض بیوقوف جام لڑکوں کی پیشانی کو بالکل بگاڑ دیتے ہیں۔ حجام  
 کے وقت ماتھے کا بڑا خیال رکھنا چاہیے کہ منڈتے منڈتے  
 بد صورت اور چھوٹا نہ ہو جائے۔ لباس کے بارہ میں جو کچھ میں  
 اوپر لکھ چکا ہوں یہ سب کچھ صاحب توفیق طلباء کے واسطے ہے۔

اے مفلس لڑکوں! جیسے بُرے بھلے۔ چھوٹے موٹے یا پھٹے پُرلے کپڑے  
تمہارے والدین تم کو پہنا سکتے ہیں ویسے پہنو اور نوشت و خواندین  
محنت کر کے ایسی بیاقت پیدا کر دو کہ اپنی کمائی سے اچھا لباس پہن سکو۔  
ماں باپ تو یہی چاہتے ہیں کہ اولاد کو بہت اچھا پہنائیں اور بہت اچھا  
کھلائیں مگر توفیق ہی نہ ہو تو یہ چارے کیا کریں۔ لڑکوں کے واسطے  
رنگین یا کھلا بتونی کپڑے پہنتے کا کچھ ہرج نہیں ہے۔ اگر شوق اور  
توفیق ہو بیشک پہنو مگر خدا کے واسطے زیور پہننا ترک کرو۔ اس میں  
یہ بڑی خرابی ہے کہ زیور لڑکوں کی ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے۔  
سیکڑوں پیارے پیارے بچے فقط اس زیور کے طفیل جان سے  
مارے گئے ہیں۔ زیور پہنانے کی رسم بہت بُری اور خطرناک ہے۔

### صحبت بد

جب میں اس کتاب کو لکھ چکا تو اتفاقاً سنہ سے ایک انگریزی کتاب  
موسوم بہ پرائیویٹ لکچر ٹیوٹس اینڈ ٹیکنک مصنفہ جناب پادری تہری  
دارلی صاحب میری نظر سے گزری۔ یہ کتاب جو دراصل ایک چھاپا

لکچر ہے ایسی مفید اور دلچسپ ہے کہ جسکی واجبی تعریف بیان کرنے  
 کے واسطے ایک مختصر سا رسالہ لکھا جاسکتا ہے۔ اس کتاب کو پڑھکر  
 میرے دل میں یہ دلولہ پیدا ہوا کہ میں اسکا اردو میں ترجمہ کر دوں  
 اور چھپوا کر اُن طلباء کے آگے رکھوں جو اسکو بیاعت انگریزی  
 زبان میں ہونے کے سمجھ نہیں سکتے۔ مگر چونکہ اسکا ترجمہ بدون اجازت  
 مصنف کے نہیں ہو سکتا تھا اور مجھے اس رسالہ کا بہت جلد طبع کرانا  
 منظور تھا اس لئے ولایت سے اُس کے ترجمہ کی اجازت حاصل نہ کر سکا۔ ہر  
 واجب التعظیم شخص نے یہ لکچر بمقام لنڈن انگر ٹرنال میں جمعرات کے  
 روز ۱۸ جنوری ۱۸۸۳ء کو تین ہزار آدمیوں کے رویہ و پڑا۔ یہ لکچر  
 نہ مذہبی ہے نہ ملکی نہ علمی بلکہ اُن فاعلوں پر ہے جنہوں نے ہزار ہا نوجوان  
 طلباء کو کیا ایشیا کیا یورپ اور کیا امریکہ میں ایسا تباہ کیا ہے کہ اُن کے  
 بھرنے کی کوئی صورت نہیں۔ وہ فعل یہ ہیں۔ (۱) خلق (۲) خلافت وضع  
 فطری (۳) تماش پینی (۴) شراب خوری۔ پادری صاحب مدوح نے  
 جس زبردست اور پرجوش عبارت میں ان افعال بد کے عیوب کو پوری  
 پوری شرح و بسط اور چشم دید نظیروں کے ساتھ بیان فرمایا ہے اسکا انداز



کتاب ہی کے دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس فی محبت اور کامل دلسوزی سے ایک خدا ترس نیک بخت آدمی گھر کے اندر اپنی لڑکوں کو بیروں کا سوچ کر ترک کرنے اور کاموں کے کرنے کے واسطے نصیحت کرتا ہے اسی طرح صاحب مدوح نے تین ہزار آدمیوں کو یہ لکھ دیا جس کے صلہ میں تین ہزار سے زیادہ غمگین بچے کی چٹھیاں صاحب مدوح کی خدمت میں پہنچیں۔ یہ چٹھیاں مختلف عمر مختلف درجہ کے زن و مرد کی جانب سے تھیں۔ علاج باللذائین کے واسطے تو انہوں نے لکھ میں بہت کچھ فرمایا ہے اور علاج باللذائین کے لئے ایک ڈاکٹر صاحب کا حوالہ دیا ہے جنکا پتہ پادری صاحب کے ساتھ خط و کتابت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے جب انگلستان کے سے ملک میں جو تہذیب و شائستگی کا سرچشمہ ہے وہاں ان افعالِ شنیعہ کی سخت شکایت ہے تو ہمارے ملک کا خدا ہی ملاحظہ ہو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم جو اتنی ہر جگہ کیسا اثر کرتا ہے یہ وہ نشہ ہے۔ یہ وہ بیہوشی ہے۔ یہ وہ جنون ہے کہ اس میں نہ ناصح کی نصیحت اثر کرتی ہے نہ مذہب کے ادا مرد و نواہی کی پرواہ ہوتی ہے نہ شرم و حیا کا خیال ہوتا ہے نہ نفع و نقصان کی طرف توجہ

ہوتی ہے نہ آئندہ کی فکر ہوتی ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے  
 کہ پادری ہنری دارلی صاحب کی طرح پنجاب میں کوئی بزرگ ممبر  
 سرشتہ تعلیم اپنے ذمہ درستی چال چلن طلباء کی تداہم کو لے اور  
 وقتاً فوقتاً کچھ تحریر کرتا رہے۔ انگلستان میں پادری صاحب موضوع  
 نے ایک کیٹی محض واسطے اشد اذغال شیعہ کے قائم کی ہے  
 اور اُس کے ممبر بننے کے لئے کئی ایک قواعد وضوابط مرتب کر کے  
 شہر کے بین بیٹی میں اسی کام کے لئے ایک پرچہ ماہواری پوٹٹی  
 ٹرمپٹ کے نام سے جاری ہے اور کئی ایک چھوٹے چھوٹے رسالے  
 اُس کے متعلق عورتوں اور مردوں کے مطالعہ کے واسطے چھپے  
 ہوئے موجود ہیں۔ اگر پادری صاحب کی کتاب میری نظر سے نہ  
 گذرتی تو میں بھی شاید ان اذغال بد کی نسبت کچھ تحریر نہ کرتا مگر  
 اس نظیر سے مجھے مضمون ہذا کے لکھنے کے واسطے جرأت ہو گئی۔  
 میرا دعا اس مضمون کے لکھنے سے یہ ہے کہ طلباء ان عیوب کے  
 نقصانوں سے واقف ہو کر اپنے آپ کو بچائیں۔ امید نہیں کہ نوجوان  
 طلباء میرے اس مضمون پر کچھ اتفات کریں مگر نہ لکھنے سے لکھنا

بقتل ہے۔ مشکل یہ ہے کہ والدین و مادرین شرم و حیا کے باعث  
 اولاد اور شاگردوں کے آگے ان اعمال کے عیب بیان کرنے  
 تو دیکھنا نام بھی نہیں لے سکتے۔ اب لڑکے ایک تو نادان و دوجوان  
 کے نشتر میں چور۔ نقصانات اور خطروں سے آگاہ ہوں تو کیونکر ہوں  
 آخر باعتبار صحت اور بدچلن ہونے کے تباہ ہو چکے ہیں اور روزمرہ  
 ہوتے جاتے ہیں۔ لاچار ہیں ہی ان امور کو اپنے ذمے لیکر لکھنا  
 شروع کرتا ہوں کیا تعجب ہے کہ خداوند کریم اپنے رحم سے مجھ  
 ناچیز گنہگار کی مفصلہ ذیل ٹوٹی پھوٹی عبارت میں لکھے ہوئے  
 الفاظ کو ایسی برکت دے کہ اس کو پڑھ کر طلباء کے دلوں پر  
 تاثیر ہو۔ اور تائب ہو کر نیک ہو جاویں اور اپنے شفیق والدین  
 کی امید گاہ بن جائیں۔

## اسبابِ وارگی

چھوٹی چھوٹی عمر کے بچے جب مدرسہ میں داخل ہوتے ہیں تو پہلے  
 چند روز حکم کُل جِلْدِ یَدِ لَدِیْدُ نے مکان۔ نئے نئے لڑکے نئی نئی

چیزوں کے دیکھنے سے خوش ہوتے اور شوق سے بستہ بفل  
 میں دبائے مدرسہ میں آتے ہیں مگر انکو پابندی کے ساتھ  
 ایک جگہ بیٹھا فطرتی طور پر سخت ناگوار ہوتا ہے۔ کیونکہ مدرسہ  
 میں داخل ہونے سے پہلے گھر میں انکو پوری آزادی ہوتی ہے  
 چلنا پھرنا انکے اختیار میں ہوتا ہے۔ ذرا گھبرا گئے تو کوٹھے پر  
 چڑھ گئے یا گلی میں چلے گئے۔ کھیل کود کر پھر گھر میں آ گئے۔ اگر کوئی  
 چیز ہاتھ آگئی تو اُسکو بگاڑا۔ کسی کو پھوڑا۔ کسی کو توڑا۔ کبھی مان  
 کے ساتھ ضد کرنے لگے۔ کبھی بہن بھائیوں کو ستانا شروع کر دیا  
 چھوٹی عمر کے باعث انکی تمام حرکتیں مان باپ۔ بہن بھائیوں کو پاپا  
 معلوم ہوتی ہیں۔ کوئی انکو کچھ کہتا نہیں اس واسطے انکی شغنی ہوتی  
 جاتی ہے۔ ڈر خوف انکو نہیں رہتا۔ بیباک ہو جاتے ہیں۔ میری  
 دانست میں اسی عمر سے والدین کا فرض ہے کہ جب بچہ کوئی  
 خراب حرکت کرے تو اس کو محبت سے روکیں۔ اگر باز نہ آئے  
 تو جھڑکیں۔ پھر بھی باز نہ آئے تو مارنے کی دھمکی دیں۔ پھر بھی ضد  
 کرے تو ذرا مایوس۔ مگر مارنا اخیر علاج ہے۔ پہلے ہی نامناسب نہیں

جس طرح میں نے لکھا ہے بتدیج اسکو سنو ارین۔ میری رائے میں  
 بچوں کی تربیت سے دنیا میں زیادہ مشکل کوئی کام نہیں۔ جن بچوں  
 کو مدرسین کا خوف اور والدین کی تاکید ہو وہ تو بلا ناغہ مدرسہ میں  
 جاتے اور تھوڑا بہت پڑھتے بھی ہیں۔ اور جن کو والدین کی طرف  
 سے تاکید نہ ہو۔ اور جنہوں نے بیباکی سے اٹھنا بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ توڑنا  
 پھوڑنا۔ ہنسنا بولنا سیکھا ہو اور وہ مدرسہ میں پابندی سے بیٹھے ہنر  
 کی برداشت نہیں کر سکتے۔ اول تو مدرسہ کی حاضری میں ناغہ کرتے  
 ہیں اور بجائے پڑھنے لکھنے اور مدرسہ میں آنے جانے کے ادھر  
 ادھر پھرنے اور کھیلنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس نازک موقعہ  
 پر اگر کسی طرح منجمل جائیں تو منجمل بھی سکتے ہیں۔ اور اگر نہ منجملین تو گویا  
 آوارگی روز بروز انکے رگ و پے میں دخل کرتی جاتی ہے۔ اول تو  
 کوچہ گرد لڑکوں کے ساتھ کھیلنا شروع کرتے ہیں اور اسی اثنا میں  
 تمام غلیظ گالیاں اور وایات کلمات سیکھ جاتے ہیں جب تک نافع  
 رہتے ہیں تو کوچہ گرد دی۔ کھیلنے گالیاں دینے اور گالیاں سنتے کے کام  
 میں لگے رہتے ہیں۔ نیک بچوں کے ساتھ انکی طبیعت اس واسطے نہیں

ملتی کہ اُنکا شغل اور قسم کا اور اُنکا آؤر ڈھنگ کا۔ اول تو اُنکو اپنے محلہ  
 میں اپنے جیسے لڑکے مل جاتے ہیں اور بالفرض اگر نہ ملین تو دوسرے  
 محلہ میں ضرور ہی مل جاتے ہیں۔ یہ حالت عموماً اُن لڑکوں کی ہوتی ہے  
 جو محض یتیم ہوں یا جنکے باپ او باپ ہوں یا جنکے والدین پاس موجود  
 نہ ہوں اور دوسرے رشتہ دار اُنکی خبر گیری کا حقہ نہ کریں۔ بچوں  
 کو جس قدر باپ کا ڈر ہوتا ہے اُس سے چوتھائی بھی مان کا نہیں  
 ہوتا۔ غرض جس وقت بالغ ہوتے ہیں تو پھر غضب ہوتا ہے۔ یہ نہ مانا  
 بلوغت اُنکی آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہا کر دیتا ہے۔ شہر کے  
 بد وضع لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ چلنا پھرنا اختیار کرتے ہیں اور ان ہی  
 لوگوں کی صحبت میں وہ لڑکے دنیا کے تمام عیبوں سے بہت جلد  
 واقف ہو جاتے ہیں اور انہی عیبوں کو خود کرنے لگتے ہیں۔ اگر  
 نشون کی طرف رغبت ہو گئی تو مدھک۔ چنڈو۔ تھنگ۔ چرس آتیوں  
 گانجا۔ شراب وغیرہ کا استعمال شروع کر دیا۔ یہ تمام نشے ایسے پرخطر  
 ہیں کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔ اب میں حیران ہوں کہ ان  
 نشون کے نقصانات بیان کرنے کے واسطے کہاں سے الفاظ پیدا

کروں اور آنکو کس قسم کی عبارت میں ادا کروں۔ مجھ میں اور میری  
 قلم میں اس قدر طاقت نہیں کہ بیان ہی بیان میں ان کے نقصانوں  
 کی تصویریں کھینچوں اور پھر یہ دکھلاؤں کہ ان نشون نے کیسے  
 مہیب اور ہولناک نہ نظر آنے والے ہتھیاروں کے ساتھ بڑے  
 بڑے مغرز گھرانوں کے نوجوانوں کو تھوڑے ہی عرصہ میں  
 صفحہ ہستی سے مٹا کر بے نام و نشان کر دیا۔ اور جو ان ہتھیاروں  
 کی کاری ضربوں سے بچ گئے ان کی ایسی بُری حالت ہے کہ خدا  
 نہ دکھائے۔ یہ نہشے یہ ظالم نہشے جسم کو دبلا اور کمزور کر دیتے  
 ہیں۔ دل و دماغ کو ضعیف۔ جگر گردوں کو ناتوان اور ہاتھ پاؤں کو  
 بالکل سُست اور ناکارہ کر دیتے ہیں۔ آنکھوں کی قوت کو گھٹا کر  
 رفتہ رفتہ ایسا کر دیتے ہیں کہ نظر سے جواب مل جاتا ہے۔ اچھے  
 اچھے خوب صورت چہرہ کو ایسا بگاڑ دیتے ہیں کہ پہچانا دشوار  
 ہو جاتا ہے۔ میں بہت سی اپنی چشم دید نظیریں بیان کر سکتا ہوں کہ  
 جنکو ان نشون نے بالکل برباد کر دیا۔ مگر میں صرف اس واسطے  
 بیان نہیں کر سکتا کہ وہ میری چشم دید ہیں نہ طلباء کی جو اس مضمون

کو پڑھیں گے۔ جبکو ان نقصانوں کی تصدیق منظور ہو وہ ذرا تکلیف اٹھا کر تکیوں، دائروں میں جا کر دیکھیں کہ ان لوگوں کا دماغ کیا حال ہے۔ دماغ وہ اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ کہیں سے کوئی پیسہ نہ آئے تو عمل پورا ہو۔ اب مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں نوجوان طلباء یہ نہ سمجھ لیں کہ تکیوں میں شراب نہیں پی جاتی۔ اس کا کچھ ڈر نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر نوجوان کچھ پڑھے شراب کو پسند کرتے ہیں اتنا اور کسی نشہ کو پسند نہیں کرتے۔ تمام حکمائے یورپ چنانچہ کثرت سے شراب بنتی ہے اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے دل دماغ، جگر، گردہ اور اعصاب کو اس قسم کا نقصان پہنچتا ہے کہ انکا علاج ہی نہیں ہو سکتا۔ روپیہ جو دنیا میں بڑی محنت اور مصیبت سے پیدا کیا جاتا ہے اس کی شراب کے آگے کچھ حقیقت نہیں گنج تاروں ہو تو وہ بھی شراب کے خوج کے واسطے کافی نہیں خود انگریزوں میں یہ اس قدر مقرر شمار ہونے لگی ہے کہ جا بجا اس کے انسداد کے واسطے کمیٹیوں قائم ہیں۔ اور ان میں بڑی زور و شور سے اس کے نقصان بیان کئے جاتے ہیں۔ سو بلاشبہ



پلٹون کے گورسے لوگ بھی اس سے پرہیز کرنے لگے ہیں۔ کوئی گورہ پلٹون  
 ایسی نہیں کہ جس میں ترک شراب کی کمیٹی موجود نہ ہو۔ تعلیم یافتہ گروہ میں  
 اس خانہ برباد شراب نے فقط پنجاب میں سیکڑوں عورتوں کو بڑھاپہ  
 سیکڑوں پیارے پیارے بچوں کو بے پدر سیکڑوں بہنوں کو  
 بے برادر سیکڑوں والدین کو بے فرزند کر دیا ہے۔ اسکے نتیجہ میں  
 بیسیوں نوجوانوں نے نہایت قریبی رشتہ کی عورتوں کی عقبت  
 میں خلل ڈالا۔ اور تمام ملک میں وہ بدنامی حاصل کی کہ ضرب المثل ہو گئی  
 بعض نوجوان اس غرض سے پیتے ہیں کہ اس سے بدن میں طاقت  
 آتی ہے۔ اس کا جواب انہوں نے طبع یہ ہے کہ طاقت اور حرارت  
 غریزی پیدا کرنے والی چیز عمدہ غذا ہے اور کوئی چیز نہیں۔ بعض  
 اس کا استعمال اس غرض سے کرتے ہیں کہ ہاضمہ درست رہتا ہے  
 اس کا جواب یہ ہے کہ ریاضت بدنی اور طرح طرح کی چٹنیاں۔ اچار  
 اور مرتبہ غذا کے بغیر ہونے کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔  
 اور یہ چیزیں ایسی ارزان ہیں کہ تھوڑے سے پیسے خرچ کرنے  
 میسر آ سکتی ہیں۔ بعض نوجوان اس غرض سے شراب پیتے ہیں کہ غم

غلط ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تھوڑی دیر کے غم غلط ہونے کے واسطے ایسی گران قیمت چیز کا استعمال کرنا گوشی عقلمندی ہے غم غلط کرنے کا کتابوں۔ اخباروں کے مطالعہ اور اپنے احباب کے ساتھ باتیں کرنے سے کوئی بہتر نسخہ نہیں۔ بعض نوجوان یہ کہتے ہیں کہ جب چار دوست ملکر بیٹھتے ہیں تو شغل و تواضع کے واسطے شراب کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی گران قیمت اور سنت نقصان پہنچانے والی چیز کو کون سے مذہب یا اخلاق نے تواضع کا لازمہ تجویز کیا ہے۔ سردی کے موسم میں اگر احباب کی تواضع منظور ہو تو چاسے نہ یا وہ مفید اور ارزان کوئی چیز نہیں دو باتیں آنے کے پیسے خرچ کرنے سے آٹھ دس آدمی بہت مغلوظ ہو سکتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں احباب کی تواضع کے واسطے کیوڑہ یا گلاب والا مصری کا شربت کیسی مفید ارزان اور مہلک چیز ہے۔ بعض نوجوان اس غرض سے پیتے ہیں کہ موسم سرما میں سردی اثر نہ کرے۔ اس کا یہ بھلا ہے کہ اس کام کے واسطے آبے ہوئے انڈے بڑی عمدہ چیز ہیں اور اگر کسی کے مذہب میں ان کا کھانا منع ہو تو کشتش با دام۔ البتہ مقرر اور

چھوٹا رے ایسی سستی، لذیذ اور گرم چیزیں ہیں کہ استعمال سے آزمائش ہو سکتی ہے۔ شراب فی زمانہ ایسی عام چیز ہے کہ ہر قصبہ و ہر شہر میں اس کے پینے والے موجود ہیں۔ کوئی گلی یا محلہ نہیں کہ جس میں ایک دو آدمی شراب خوار نہ ہوں۔ اُن کی صحت اور مالی حالت کے دیکھنے سے میری تحریر کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ اس بات کو تو سب تسلیم کریں گے کہ دیہات میں زمیندار قصبوں اور شہروں میں محنتی آدمی جو پیارے شراب کا نام بھی نہیں جانتے وہ لوگ کیسے توانا، تندرست اور قوی ہو سکتے ہیں۔

غرض وہی آوارہ لڑکے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اُن ہی بچپن لوگوں کی صحبت سے (جن کی کیفیت پہلے درج ہو چکی ہے) اگر کچھ روپیہ پیسہ جائز ناجائز طور سے ہاتھ آئے تو پھر تماشائی کی طرح رجوع کرتے ہیں اور دن کو فرصت کے وقت گلیوں، محلوں، شہر کے باہر کوٹوں اور تالابوں پر جہان مستورات کی آمد و رفت ہو لوگوں کی بویٹیوں کے تاڑنے کے واسطے پھرتے ہیں۔ پھر کہیں سے گالیان اور کہیں سے جیتے کھاتے ہیں۔ اور رات کو

شہوانی خواہش پورا کرنے کے واسطے کسیون کے مان پہنچتے ہیں اور  
 روپیہ جیسی کم یا ب اور محنت و مصیبت سے کمائی ہوئی چیز کو بڑی فراخ  
 حوصلگی سے خرچ کر کے تماش بنی کی اس بیماری میں گرفتار ہوتے ہیں  
 جو اس پر خطر فعل بد کے ساتھ ایسی پیوست ہے جیسے آگ کے ساتھ  
 سینک۔ وہ بیماری آتشک ہے۔ یہ وہ سخت عارضہ ہے۔ یہ وہ  
 ظالم بیماری ہے۔ یہ وہ نامراد مرض ہے۔ یہ وہ متعدی و باہ ہے کہ  
 اس ایک کے نقصانات پر سینکڑوں انگریزی و فارسی کتابیں بڑی  
 بڑے نامی و حاذق اطباء یونانی اور مشہور و کامل ڈاکٹر ملین پوپ  
 کی لکھی ہوئی موجود ہیں۔ تمام روئے زمین کے حکما اس بات پر متفق  
 ہیں کہ یہ بیماری متعدی ہے۔ ایک دفعہ لاحق ہو کر نہ دور ہونے والا  
 اور نہ ہٹنے والا اور نہ جانے والا اگر کوئی عارضہ ہے تو یہ ہے۔ مگر  
 علاج معالجہ سب سے کسی قدر روک تھام ہو جائے تو پانچ۔ دس۔ پندرہ  
 یا بیس تیس بلکہ چالیس برس کے بعد بھی پھر مرین پر ایسا اثر کرتا ہے  
 کہ زندگی سے موت ہزار درجہ بہتر معلوم ہوتی ہے۔ انکھیں اس سے  
 جاتی رہتی ہیں۔ کان اس سے بہرے ہو جاتے ہیں۔ ناک اس سے

بیٹھ جاتی ہے۔ ناخن اس سے گر جاتے ہیں اور بار و دم جو ناخن نکلتے  
 ہیں وہ ایسے بد صورت ہوتے ہیں کہ ان کی طرف دیکھنے کو جی نہیں  
 چاہتا۔ بڑے بڑے خوبصورت چہرے ایسے ہو جاتے ہیں کہ دیکھ کر  
 نفرت آتی ہے۔ جسم زخون کی کثرت و شدت سے گل جاتے ہیں  
 قصہ کو تاہ علامت مردی جبکہ طفیل یہ مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں وہ بھی  
 مٹ جاتی ہے۔ غرض موت بے وقت آ موجود ہوتی ہے اور زندگی  
 کا فیصلہ کر دیتی ہے۔ جیسے آتشک کے مریض کی بے مزہ۔ بے لطف۔ پُر  
 درد اور تلخ زندگی ہوتی ہے وہ خداوند کہیم دشمن کچھ بھی نصیب نہ  
 کرے۔ یہ بیماری متعدی اس واسطے ہے کہ اس مریض کے گھر جو  
 اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بھی اسی مرض میں مبتلا پیدا ہوتی ہے۔ اور  
 اگر سلسلہ نسل جاری ہے تو بہت پشت تک اس کی برابر تاثیر رہتی  
 ہے یعنی سب کے سب مریض پیدا ہونگے یہیوں نظیریں اس مرض کی خود  
 میری چشم دید ہیں اس موقع پر اس واسطے بیان کرنا نہیں چاہتا کہ ۶  
 شنیہ کے بودمانند دیدہ۔ مان اگر ناظرین میرے سامنے ہوں تو میر  
 انکو اپنے ساتھ سرکاری شفاخانوں اور یونانی حکیموں کے مطبوعہ وغیرہ

میں لیجاؤں اور وہ ان اپنے بیان کی تصدیق کراؤں۔ دور نہ جاؤ  
 اپنی گلی یا محلہ کے جو لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں اسکا حال جا کر دیکھ  
 لو۔ غرض یہ بیان محتاجِ نظیر نہیں۔ آنکھیں دیکھنے کو اور کان سنتے  
 کو اگر مستعد ہوں تو نظیر دن کی کوئی کمی نہیں۔ جس فرقہ سے یہ بلا  
 حاصل ہوتی ہے اُس کا بھی کسی قدر بیان اس جگہ ضروری ہے۔ یہ  
 وہ بے حیا۔ بے شرم۔ بد زبان۔ شوخ۔ بے لحاظ۔ خود غرض  
 زمانہ ساز۔ دغا باز۔ فریبی۔ طوطا چشم۔ جھوٹا۔ بے وفا فرقہ ہے  
 کہ دنیا میں اس کا شافی نہیں۔ اپنے طالبوں کو سخت بے عزت  
 و ذلیل کر کے اور جھوٹی محبت ظاہر کر کے سیکڑوں۔ ہزاروں بلکہ  
 لاکھوں روپیہ اُن سے وصول کرنا اور اُن کو بالکل تہی دست  
 کر کے طوطا چشمی سے پیش آنا اسی فرقہ کا کام ہے۔ طالب بھی آنکھ  
 ایسے عقل کے اندھے اور گرہ کے پورے مل جاتے ہیں کہ اُن  
 کے لئے عالی شان حویلیاں بناتے ہیں۔ بیش قیمت زیور تیار  
 کرتے ہیں۔ اچھے سے اچھے کپڑے اُن کو پہناتے ہیں اور۔  
 اس سب ~~بے~~ مال و متاع کو اپنا سمجھتے ہیں۔ اور جس وقت

سارا سرمایہ چند روزہ عیش و عشرت میں اڑ جاتا ہے تو پھر یہ فقر  
 اپنے طالبوں سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جس طرح بھری ہوئی  
 جو تک پھوڑے سے۔ بس اُس وقت ان طالبوں کی آنکھوں کو  
 تہی دستی کی ٹھوکر کھول دیتی ہے۔ پھر رشتہ داروں کی طرف توجہ  
 ہوتی ہے۔ وہ پہلے سے بیزار ہوتے ہیں۔ وہ ایسی ایسی جگہ سوز  
 باتوں سے پیش آتے ہیں کہ طالب اپنے چارہ نہ اُدھر کر رہتا ہے  
 نہ اُدھر کا۔ عربی زبان میں ایک مقولہ ہے کہ اَللّٰہُ یَخْرُجُ اَیْمَانًا  
 اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ نا انسان کی بیخ کنی کر دیتا ہے۔ متوسط  
 لوگوں یا امیروان کی کیا اصل ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس نے ایک  
 فرمان روا کو کروڑوں روپیہ کے ملک سے فقیر کر کے نکال دیا نظریں  
 اگر غور کر کے اس عبرت ناک اور مشہور نظیر کو دیکھیں اور اہل تکفرو  
 سے اُن کا حال سنیں تو خود معلوم ہو جائیگا کہ مغزولی کا فقط یہ  
 ایک سبب تھا باقی کل اُس کی شافین تھیں۔ غرض یہ فرقہ ایسا لالچا  
 ہے کہ ایک بزرگ کا اس کی نسبت یہ قول ہے کہ اگر کسی بوقت  
 مرگ یہ کہے کہ مجھے میرے آشنا کے مکان پر لے چلو کہ میرا جنازہ

دھان سے نکلے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ کفن کے لالچ سے یہ بات  
 کہتی ہے۔ کسبی اگر جو اہرات سے لدی ہوئی ہو۔ اور بیش بہا  
 نفیس پوشاک سے آراستہ ہو تو بھی سخت ذلیل ہے اور حقارت  
 کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے۔ ان کا ناز سے باتیں کرنا اور  
 انداز سے مسکرانا اور نخرے سے چلنا اور اداسے اٹھنا بیٹھنا  
 ایسی حرکتیں ہیں کہ طالب لوگ ان پر جان و دل سے فدا ہو جاتے  
 ہیں اور تعریفیں کر کے کھٹکے میں نہیں آتے۔ اگر ناظرین بائچ  
 منٹ غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ حرکات ان کی  
 اس ظالم و بے رحم چور کی طرح ہیں جو کسی دولت مند کے گھر میں  
 نقب لگانے کے وقت کرتا ہے اور یہ کوشش کرتا ہے کہ  
 گھر والوں کی بے خبری میں تمام مال و متاع اٹھا کر لے جائے۔  
 میرے قلم میں اس سے زیادہ تحریر کی طاقت نہیں۔ اگر ناظرین  
 سمجھنے والے ہوں تو یہ چند سطریں تنبیہ کرنے کے واسطے کافی دینی  
 ہیں۔

اکثر نوجوان آوارہ طلباء بجاالت تجربہ ور و پیسہ ماٹھ نہ لے سکتے ہیں



شہوانی خواہش کو جلق سے پورا کرتے ہیں۔ ناظرین اس کے نقصانات کمال غور سے ملاحظہ کریں۔ خداوند کریم نے انسان کے جسم کی پرورش کے واسطے غذا بنائی ہے۔ یہ غذا جب معدہ کے اندر پہنچتی ہے تو وہاں اس کی دو چیزیں بنتی ہیں۔ ایک خون دوسرا فضلہ۔ فضلہ بصورت بول و براز وغیرہ خارج ہو جاتا ہے اور خون جسم کے اندر ہی رہتا ہے۔ طاقت اور حرارت غریزہ ہی کا اسی پر مدار ہے۔

تقلید بیمار آدمی کے رنگ میں زردی۔ طاقت اور حرارت غریزی میں کمی اس وجہ سے ہو جاتی ہے کہ وہ غذا کو جو خون پیدا کرنے والی چیز ہے بیاعث غلبہ مرض کھا نہیں سکتا۔ اور جب مرض پورا غالب ہو جاتا ہے اور غذا کے نہ پہنچنے کی وجہ سے خون پیدا ہونا بند ہو جاتا ہے تو انسان مر جاتا ہے۔ نصد کے طریق کو ڈاکٹر اسی سبب سے برا جانتے ہیں کہ خون جیسی بیش بہا چیز اس سے کم ہو جاتی ہے۔ جائے غور ہے کہ جس طرح غذا کا جو ہر یا عطر خون ہے اسی طرح خون کا عطر دھات ہی خون کے۔ ہ قطر دن سے ایک قطرہ دھات بنتی ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ چیز کیسی اشد ضروری اور حفاظت کے قابل ہے

ریل کا انجن جو پیسوں کا ٹریون کو ہزار ہا من بوجھ سمیت کھینچ کر سیکڑ وں  
 نکوس لیتا ہے اسکی حرکت۔ اسکی رفتار۔ اسکی تیزی کا کیا سبب ہو  
 جواب آگ۔ اگر آگ کو انجن کے آتش خانہ سے باہر پھینکا جاوے تو  
 پھر انجن ایک انچ بھی اُدھرا اُدھرا سرکہ نہیں سکتا۔ آگ نہ ہو تو آگ  
 تمام پر پُر زے نہکتے ہیں۔ صورت تو انجن کی ویسی ہی نظر آوے گی مگر آگ  
 کے نہ ہونے کے باعث سے سیکڑ وں کو س اُدھر سے اُدھر جانے کا کام  
 ہرگز نہیں کر سکتا۔ بعینہ یہ نظیر اُن سوختہ نصیب لڑکوں پر صادق آتی ہو  
 جو اس فعل بد کے طفیل جسم کی آتش یعنی دھات کو ضائع کر کے اُس بے  
 آتش انجن کی طرح دیکھنے کو آدمی نظر آتے ہیں مگر اصل میں نہتے ہوتے  
 ہیں۔ غرض اپنے تئیں ایسا برباد کر دیتے ہیں کہ پھر اُبھرنے کی کوئی  
 صورت نہیں رہتی۔ ڈاکٹر ڈبلیو متورگن صاحب بہادر جنکو علم طب  
 میں ایم۔ ڈی کا سب سے اعلیٰ درجہ حاصل تھا وہ اپنی کتاب کیتھیجی  
 اس ڈیزیزز میں اس فعل بد کی مفصلہ ذیل علامات تحریر فرماتے ہیں  
 علامات (۱) جسم بالکل دبلا اور کمزور ہو جاتا ہے (۲) سارے وجود  
 میں کالی اس درجہ غالب ہو جاتی ہے کہ مریض سے کوئی کام جلدی

کے ساتھ ہرگز نہیں ہو سکتا (۳)، آنکھیں اس کے صدمہ سے بے تاب ہو کر گڑھوں میں گھس جاتی ہیں (۴)، چہرہ رنگ زرد ہو جاتا ہے (۵)، بدن کا پوست بالکل پیللا اور ملائم ہو جاتا ہے (۶)، نظام عصبی تمام و کمال ڈھیلا ہو جاتا ہے (۷)، جہاں پر چار آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھنے سے نفرت ہو جاتی ہے (۸)، گفتگو کرنے سے طبیعت بیزار ہوتی ہے اور مریض خاموشی کو پسند کرتا ہے (۹)، ہر بات اور ہر کام میں یاس معلوم ہوتی ہے (۱۰)، کسی کام کے واسطے کوشش کرنے کو مریض کا ہرگز دل نہیں چاہتا (۱۱)، دماغ جس پر دنیا کے چھوٹے بڑے کاموں کا اور رکھنے پڑھنے اور امتحان پاس کرنے کا خصوصاً مدار ہے وہ ایسا ضعیف ہو جاتا ہے کہ کوئی دماغی محنت نہیں کر سکتا (۱۲)، سوچنے کی طاقت میں بالکل فتور آ جاتا ہے (۱۳)، ہر بات سے اور ہر آدمی سے خوف آتا ہے (۱۴)، یہ مریض اپنے سے ہر کس و ناکس کو زبردست جانتا ہے۔ آخرش یہ بیمار مرض لاحق ہو جاتے ہیں۔ خون۔ فالج۔ مرگی۔ بد ہضمی۔ قبض۔ خفقان قلب۔ کثرت احتلام۔ جربان وغیرہ وغیرہ۔ دآری صاعب کا قول ہے کہ کون کون کو ایسی عارضہ

کے باعث سے یاد ہوا ہوا سبق جلدی بھول جاتا ہے۔

انجام کار باہر میں اس قدر ضعف آ جاتا ہے کہ مریض نامرد ہو جاتا ہے اور پھر اس کو اپنی زندگی از سر تا پا بوجھ معلوم ہوتی ہے۔ طبیعت تنگی ہر وقت مغموم و مضطرب رہتی ہے۔ خوشی اور بشت پاس نہیں آتی غرض دھات جیسی ضروری اور قابل نگہداشت چیز کو جو خون کا جوہر ہے ہرگز ضائع نہ کرنا چاہئے۔ جو لوگ ضائع کرتے ہیں وہ امراض شکوہ بالا میں گرفتار ہو کر بے وقت مر جاتے ہیں۔ حالت سجدہ (سنگل لائف) بشرطیکہ یہ حالت نہ ہو زمانہ حال کے استمان پاس کرنے کے واسطے اکیر ہے۔ اور جو طلباء متاہل ہیں انکو بھی واجب ہے کہ تا زمانہ طالب علمی مجتہدوں کی سی زندگی بسر کریں۔

اس میں شک نہیں کہ عالم جواہر کی خواہش بڑی زبردست ہوتی ہے انسان میں فقط یہی ایک خواہش ہے کہ جس پر تمام عمر کی صحت و بیماری اور تمام عمر کی خوشی و غم اور تمام عمر کی عزت و ذلت موقوف ہے ہر مذہب کے بزرگ آدمیوں کی زندگی جو انحال بدکی آلائش و غلاشت سے پاک ہوتی ہے انکو دیکھ کر یہ بات صاف ثابت ہے کہ تمام

خواہشیں انسان کے تابع ہیں اور وہ ان پر بغیر تسلط و قابو و قیاد کے نہیں۔ جو آدمی اپنی خواہشوں سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ وہ ان کے اثر و تصرفات سے غلبہ کھاتا ہے۔ یہ کامستی نہیں ہے۔ اپنی مزاج کو ہر طرح سے قابو میں رکھنا ایسی خوبی ہے کہ دنیا میں اس کا نظیر نہیں۔ جو لوگ اپنے مزاج کو اس خواہش کے مقابلہ قابو میں رکھتے ہیں صحت۔ آسودگی۔ فایز الہیاتی۔ عزت طاقت۔ بہت اُنکے ساتھ رہتی ہے۔ بڑے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اس فعلِ بد کے پنجہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں وہ جب تک زندہ رہتے ہیں بیمار رہتے ہیں۔ غم و الم میں گرفتار رہتے ہیں سقیم الحالی و نادار۔ اُنکے ساتھ رہتی ہے۔ ناتوانی و بے ہمتی اُنکو کوئی کام نہیں کرنے دیتی۔ نہایت مصیبت کی زندگی بھوگ کر بے وقت مر جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب مدوح لکھتے ہیں کہ عارضی خوشی کے واسطے اس قدر نقصان اٹھانے جن سے زندگی تلخ ہو جائے کو اتنی عقلندی ہے۔ اور اگر طب یونانی و انگریزی و ہندی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جوانی کی خوشی کو اگر اس ناجائز فعل سے پورا نہ کیا جائے تو صحت بدنی میں ذرا ہی نقصان نہیں آتا۔ کھلے پینے وغیرہ کی خواہشیں ایسی ہیں کہ اگر اُنکو پورا نہ کیا

جائے تو صحت کو بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ آج تک کبھی یہ بات دیکھو  
 یا سنتے میں نہیں آئی کہ فلاں شخص یہ سبب نہ پورا کرنے خواہش جوانی  
 کے مر گیا۔ غرض وہاں وہ ضروری چیز ہے کہ اسکے جسم میں موجود ہتھوڑ  
 سے گویا سمیت و طاقت کا ذخیرہ جمع رہتا ہے۔ اگر اسکی زیادتی ہو  
 جائے تو طبیعت خود بخود بصورت احتلام اس زیادتی کو خارج  
 کر دیتی ہے۔ اس سے بچنے کی تدبیر یہ ہے۔ جب انسان کوئی کام  
 کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس کے دل میں اس کام کا خیال  
 پیدا ہوتا ہے اور پھر ہاتھ پاؤں سے وہ کام عمل میں آتا ہے۔ اس  
 سے معلوم ہوا کہ اگر دل صاف ہو تو کبھی اس میں مغل بذا حرکت بہ  
 کا خیال نہیں آتا۔ دل کے پاک رکھنے کی یہی ایک ترکیب ہے کہ نظریہ  
 بیکاری کو پاس نہ آنے دیں۔ جو اوقات پڑھنے لکھنے کے ہیں ان  
 میں پڑھیں لکھیں۔ اس کے بعد اگر ہو اخوری کا وقت ہو تو ہونٹوں  
 کو چلے جائیں اور کھانے کا وقت ہو تو کھانا کھائیں۔ گھر میں والدین  
 بھائی بہنوں کے پاس بیٹھ کر بات چیت کرنے کا وقت ہو تو وہاں  
 بیٹھ کر باتیں کریں۔ پھر جب پڑھنے کا وقت ہو تو پڑھنے میں مصروف

ہو جائیں۔ غرض کسی وقت فارغ نہ بیٹھیں۔ ساری خرابیاں اور خیالات  
 فاسد بیکاری و بے فغلی میں پیدا ہوتے ہیں۔ چکلون۔ کنوون اور  
 تالابوں پر جہان مستورات کی آمد و رفت ہو ہرگز نہ جائیں عشقیہ  
 نظم و نشر کی کتابوں کو ہاتھ بھی نہ لگائیں نقش گیتوں اور باتوں کو نگو  
 سمجھ کر نہ سنیں۔ تھی ایٹرون میں جہان شہدین اور ٹپپن کے سوا کچھ نہیں  
 ہوتا نہ جائیں۔ رقص و سرود کی مجلسوں میں شریک نہ ہوں۔ عمدہ عمدہ  
 کتابوں۔ اخبارات کے مطالعہ۔ والیدین۔ بہن بایوں کے ساتھ بات  
 چیت کرنے اور اپنے احباب کے ساتھ پھرنے چلنے اور گفتگو کرنے  
 سے پاک فرحت حاصل کریں۔ اگر علامات مذکورہ بالاکلی یا خیر طبیعت  
 میں پائی جائیں تو علاج کرنا فرض ہے۔ ورنہ اس مرض کے بڑھنے  
 سے جو نقصان پیدا ہوتے ہیں وہ بھی بیان ہو چکے ہیں۔ اس فعل کا  
 ترک کرنا کئی ڈاکٹروں کے نزدیک ایک چوتھائی علاج ہے۔ اسکے  
 سوا ایک چوتھائی لگانے والی دوا ہے اور باقی ایک نصف مقوی مانع  
 معجون کے کھانے سے دور ہوتا ہے۔ مگر علاج ڈاکٹر یا لائق حکیم کے  
 سوا اور کسی کا نہ کرنا چاہیے۔

اسے عزیز و اجولگ اپنی بد فیسی اور اپنی بد بختی سے اس ظالم مرض کے پنجہ میں گرفتار ہو چکے ہیں وہ تو اپنی سزا خوب بھگت رہے ہیں خدا کے واسطے تم لوگ اس سے بچو۔ تمہاری حالت ابھی ایسی ہے کہ اگر چاہو تو بچ سکتے ہو۔ اس بیماری میں ایک ذریعہ ہے وہ انسان کے لہون میں اس طرح جا کر مل جاتا ہے کہ پھر اس کا خون سے علیحدہ ہونا بالکل ناممکن ہو جاتا ہے۔ جہاں یہ زہر خون میں جا کر ملا پھر صدمہ امراض اندرونی و بیرونی پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ زہر آئینہ خون جسم کے اندر اس طرح کام کرتا ہے جس طرح آتش بازی کے اندر بار ویاٹین کے اندر کیر و سین تیل آگ کے لگنے سے۔ ایک مشہور رہنما دستاوی ڈاکٹر کا یہ معمول ہے کہ جس وقت کسی آدمی سے انکو غایت درجہ تخلیف پہنچتی ہے تو دق ہو کر یہ بد عادی کرتے ہیں کہ جانتے آتشک ہو جائے دنیا میں اس سے زیادہ سخت کوئی بیماری نہیں۔ جب ایک ڈاکٹر کے منہ سے یہ کلمہ نکلے تو ذرا سی سمجھ والا لڑکا بھی بخوبی جان سکتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ہر وقت دکھ دینے والی اور کوئی بیماری نہیں خدا کو واسطے تم لوگ اس سے بچو۔ اور میری عین آرزو اور دلی دعا ہے کہ مانتا



حقیقی تم لوگوں کو ایسے سے بچائے۔ آمین تم آمین

## ۱۵۳ خلافت وضع فطری

یہ ایسا مکروہ اور ایسا بُرا اور ایسا ناجائز فعل ہے کہ اگر دسے قانون بتا  
 بڑا جرم ہے۔ کم سے کم چھ یا سات سال کی سزا اس جرم کے مجرم کو ہوتی ہے  
 اور جو وقت و رسوائی اسکے طفیل ہوتی ہے اس کا کچھ اندازہ نہیں ہو سکتا  
 یہ بتا دے کہ یہ ہے کہ بُرا کام خواہ انسان ہزار پر دون کے اندر کرے  
 تو بھی وہ ظاہر ہونے سے رُک نہیں سکتا۔ دو۔ چار۔ دس دن میں ضرور  
 ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ خبر تو سب لوگوں کو ہوتی ہے مگر منہ پر کوئی  
 کچھ کہتا نہیں۔ پیٹھ پیچھے سب لوگ شکایت کرتے ہیں اور حقارت  
 کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ دونوں لڑکے جن جن مکروہ اور ناقابل  
 برداشت نفلوں سے بچا رہے جاتے ہیں انکو اگر وہ دونوں اپورل  
 میں تولین اور ذرا سی شرم بھی ہو تو پھر ممکن نہیں کہ ایسا کام بھی لین۔  
 اگر اپنی عزت کا خیال نہیں تو والدین کی عزت کا خیال کر کے اسکو ترک  
 کریں۔ اپنی برادری میں چھوٹوں بڑوں کو کیا منہ دکھائیں گے نقصان

جو اس فعل شنید سو پہنچے ہیں وہ اونسے بدرجہا زیادہ ہیں جو ملق  
وغیرہ کے ذیل میں لکھے گئے ہیں \*

اسے عزیز و صحبت بدکی ذیل میں جو جو عیب خاکسار نے بیان کئے  
ہیں پھر بغور سے دیکھو کہ اگر تم لوگ ان آلائشوں سے پاک صاف  
ہو تو خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاؤ۔ اور مثل سابق آئندہ ہی  
ان عیبوں سے بچنے کی کوشش کرو اور انسانیت و ہمدردی تو  
سچ ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اپنے دوست اور ملاقاتی  
لڑکوں کو جو انہیں آلودہ ہوں اوںکو یہہ مضامین سنا کر اور اپنی طرف سے  
محبت و نصیحت آمیز کلمات لکھ کر انکو راہ راست پر لاؤ۔ یہہ ایسا کام  
ہے کہ اس سے نہ صرف اون لڑکوں پر تمہارا احسان ہوگا بلکہ اونکو  
والدین پر اور اون مستورات پر پڑا احسان ہوگا جو اس قسم کے لڑکوں کے  
سماج میں موجود ہیں یا عنقریب سماج میں آئیں والی ہیں \*

ان سے ہمیشہ بچو

(۱) کشتہ ایک زہر قاتل چیز ہے اسلئے کسی نیم حکیم یا سادہ ہو کے

و جو کہ ثابت آگیا اس کو گم کر کے کہا نا چاہئے۔ اسکا کہا نا موت کو بلانا ہے۔

(۳۳) آتشک کی بیماری میں بعض ہندوستانی طبیب جو نیم حکیم ہوتے ہیں پارہ کھلا دیتے ہیں اسکو ہی زہر قاتل سمجھو اور اسکے کہنے سے کمال درجہ پر سیز کرو۔ اسکا کہا نا ہی موت کا خریدنا ہے۔

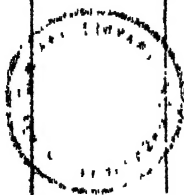
(۳۴) تحقیقات جدید سے یہ بات پائیدار ثبوت کو پہنچ گئی ہو کہ عمار کی تعداد ۴۴ ہے نہ کہ ۴۲ جو پرانی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ سونا۔ چاندی۔ تانبا۔ لوہا۔ سیسہ۔ قلعی۔ پارہ وغیرہ دوا ہیں جو کالون سے نکلتی ہیں۔ پھر سب مفرد و بسیط ہیں اور عناصر جدید شامل ہیں۔ اگر تانبا۔ قلعی میں کچھ آمیزش ہوتی تو سب پہلے گارڈین کی قوم بذریعہ علم کیمیا تانبا سے سونا اور قلعی سے چاندی بناتی۔ علم کیمیا کو انگریزوں کی قوم نے اس درجہ تک ترقی دی ہے اور روز بروز مشاہد و تجربہ سے پتہ چلتے ہیں کہ دنیا میں فی زمانہ کولائی ایسی چیز ہیں کہ جسکے اجزاء اس علم کیمیا کے ذریعہ دریافت نہوئے ہوں اور پھر یہاں تک کہ فلان جز کتنا اور فلان کتنا۔ یعنی سب چیزیں

تسل سکتے ہیں۔ پس کہی کسی سادہ ہو یا فقیر جٹاڑی (جو حقہ کا دم لگا چاندی یا سونا بنا کر دکھلا دیتے ہیں) کے دم میں آنا چاہیو۔

## غلط نامہ کتاب

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
۱	۲	۴۵	۵	۴۵	۵
۱	۵	۴۶	۸	۴۶	۸
۸	۸	۴۷	۱۳	۴۷	۱۳
۱۰	۱۱	۴۸	۱۵	۴۸	۱۵
۱۲	۱۱	۴۹	۱۱	۴۹	۱۱
۱۳	۱۰	۵۰	۱۱	۵۰	۱۱
۱۴	۱۳	۵۱	۱۲	۵۱	۱۲
۱۵	۲	۵۲	۸	۵۲	۸
۵۵	۳	۹۰	۱۰	۹۰	۱۰
۶۵	۱	۹۲	۱۱	۹۲	۱۱
۶۵	۵	۹۳	۶	۹۳	۶

صفحہ	غلط	۲	۱	صحیح	غلط	۲	۱
سب	سب سے	۱۵	۱۳۱	ٹھکانہ	ٹھکانہ	۱۰	۹۲
یہی	یہی	۱۲	۱۳۷	لبنی	لبنی	۳	۱۰۳
				مکان	مقام	۲	۱۱۰
				خورش و پوشش	خورش و پوشش	۳	۱۱۰
				کشیرے	کشیرہ	۱۲	۱۱۳
				صحت	صحت	۵	۱۱۵
				کہاں	اہل	۱۵	۱۱۵
				خدا ترس آدمی	خدا ترس	۱۲	۱۱۶
				کہ جہانی	جہانی	۵	۱۱۶
				بر خلاف	خلاف	۳	۱۱۷
				ہوئے	ہوئے	۸	۱۱۷
				چوٹے لڑکوں	لڑکوں	۵	۱۲۶
				کچیک گاہن	کاسن	۲	۱۲۸
				کرنے سے	کرنے	۱۲	۱۲۶
				دشمن کے	دشمن کو	۸	۱۳۰
				انکوین اس	اس	۱۳	۱۳۰





یہ کتاب بلور نشان عقیقت و احسانندی محسن  
رہتی ہند عالیجناب فیضآب منشی پند سوچ کوکل  
ماحب راستے بہادر اکسٹراجوڈیشل اسسٹنٹ مینیجر  
سرسہ سرکاری کوئٹہ ملک بلوچستان کے نام نامی پر  
بحال ادب ڈیڈیکٹ کی گئی ہے ♦

خالکسٹا

ضیاء آفتد پبلسٹری سہ سرکاری  
کوئٹہ ملک بلوچستان  
مصنف سہ بہ ہذا

